محدث

دار التالیف والترجمہ ریوڑی تالاب بنارس

★

عدد مسلسل ۷۶ ◎ شوال ۱۴۰۹ھ ◎ مئی ۱۹۸۹ء

AsliAhleSunnet.com

ماهنامہ

محدث

بنارس

جلد نمبر ۷	مئی ۱۹۸۹ء شوال ۱۴۰۹ھ	شمارہ نمبر ۵

اس شمارہ میں

درس قرآن ، مولانا عبدالوہاب حجازی ۲
درس حدیث ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن الفریوائی ۳
جمہوری کردار کی ایک روشن مثال ، مولانا عبدالوہاب حجازی ۶
جناب محمد صالح انصاری کا تعارف ، ابوجاوید سلفی ۸
تقریب تہنیت (ادارۂ تحریر) ۱۲
سپاسنامہ ، ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری ۱۴
جناب محمد صالح انصاری کی جوابی تقریر ۱۷
جناب شیام لال یادو وزیر مملکت ہند کے تاثرات ۱۹
ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ کے تاثرات ۲۰
نظم (ہدیۂ تہنیت) فضا ابن فیضی ۲۲
تلخ و شیریں (ابوالجود اعظمی) ۲۵
اسلام کی صداقت مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری ۳۲
شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ڈاکٹر عبدالرحمٰن الفریوائی ۴۰
رحمۃ للعالمین کا نظام اوقات نور محمد میانوی ۴۷

مدیر

عبدالوہاب حجازی

پتہ

دارالتالیف والترجمہ
بی ۱۸/۱ جی ریوڑی تالاب
وارانسی

بدلِ اشتراک

سالانہ تیس روپئے ۔ فی پرچہ تین روپئے

AsliAhleSunnet.com

درس قرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا عبدالوہاب حجازی

رسالت محمدیؐ کی ناشکری کا انجام

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ. وَلَا يَسْتَثْنُونَ
فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ. فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ،
فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ. أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ. فَانطَلَقُوا
وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ. أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ. وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ
قَادِرِينَ. فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ. قَالَ أَوْسَطُهُمْ
أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ. قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ، (سورۂ نون)

یقیناً ہم نے کفار مکہ کو اسی طرح آزمایا جس طرح باغ والوں کو آزمایا تھا، جب انھوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح تک باغ کے پھل توڑلیں گے اور وہ انشاء اللہ بھی نہ کہتے تھے۔ تو ان کے سونے کے وقت تمھارے رب کی طرف سے اس باغ پر ایک آفت پھر گئی اور وہ کٹے کھیت کی طرح ہوگیا صبح ہوتے ہی انھوں نے باہم آوازیں دیں کہ پھل توڑنے ہیں تو باغ میں صبح تڑکے چلو، وہ چپکے چپکے باتیں کرتے چلے کہ آج تمھارے پاس کوئی مسکین نہ آنے پائے۔ وہ صبح ہی اپنی تدبیر پر قدرت کا خیال لئے تیزی سے پہونچے۔ جب انھوں نے باغ دیکھا تو بولے ہم یقیناً راہ بھول گئے، نہیں بلکہ ہم سب محروم ہوگئے۔ ان میں جو اچھا تھا اس نے کہا: کیا میں نے تم لوگوں سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی پاکی کیوں نہیں بیان کرتے، سب کہنے لگے ہمارا رب پاک ہے یقیناً ہمیں ظالم تھے۔"

مکہ اور عرب کے کافر محسن انسانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرنے پر تیار نہ تھے وہ نہیں سمجھتے تھے کہ پیٹ کیلئے غذائیں اور پھل فروٹ مہیا کرنے والا اللہ روح کی بھوک مٹانے کے لئے رسالت کی غذا مہیا کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات میں ایک باغ کے مالکوں کی مثال بیان فرمائی ہے۔ جن کی ناشکری کے سبب باغ کو تباہ کرکے مالکوں کو مبتلائے عذاب کردیا گیا تھا۔ اس مثال میں یہ درس دیا گیا ہے کہ جو منکرین رسالت محمدیؐ کو تسلیم نہیں کرتے تباہی او رعذاب ان کا بھی مقدر رہے۔ آج یہ تباہی اور عذاب انکا بھی مقدر ہوسکتا ہے جو عملاً رسالت محمدیؐ کو تسلیم نہیں کرتے۔

AsliAhleSunnet.com

درس حدیث

ڈاکٹر عبدالرحمن الفریوائی

ماہ شوال کے چھ روزے

من صام رمضان ثم اتبعه بست من شوال کان کصیام الدھر (صحیح مسلم)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے مدت العمر روزے رکھے۔

صیام رمضان اسلام کے بنیادی ارکان وفرائض میں سے ایک فریضہ ہے جس کی فضیلت سے متعلق بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں، ماہ رمضان کے بعد شوال کے مہینے میں اللہ رب العزت نے اپنے لطف وکرم سے مسلمانوں کو ایک اور بہترین موقع عنایت فرمایا اور اس کا ثواب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتا دیا۔

حدیث میں صیام دہر کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ اگر انسان پوری زندگی باقاعدگی سے ماہ رمضان کے روزے، اور ماہ شعبان کے چھ روزے رکھتا رہے تو قانون الٰہی کے مطابق گویا وہ مدت العمر روزہ رکھتا ہے۔ یعنی اس کا ثواب حاصل کرتا ہے اس لئے کہ "الحسنۃ بعشر امثالہا" نیکیوں کا ثواب دس گنا"، والے قاعدہ کے مطابق ایک ماہ یعنی تیس دن کے روزوں کا ثواب دس ماہ یعنی ۳۰۰ دن کا ثواب ہوا۔ شوال کے چھ دن کا ثواب ساٹھ دن یعنی دو ماہ کا ہوا۔ اس طرح پورے سال کے روزوں کے ثواب کا مسلمان مستحق ہوا۔

اس مفہوم کی وضاحت ایک دوسری حدیث میں موجود ہے سنن نسائی وغیرہ میں حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ اللہ تعالٰے نے ایک نیکی کا ثواب دس گنا مقرر فرمایا ہے۔ رمضان کا ایک ماہ دس ماہ کے

AsliAhleSunnet.com

برابر۔ اور عیدالفطر کے بعد کے چھ روزے سال کے تتمہ و تکملہ ہوئے صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ ماہ رمضان دس ماہ کے برابر ہوا۔ اور شوال کے چھ روزے دو ماہ کے برابر یہ سال بھر کا روزہ ہوا۔ اسی مفہوم کی حدیث ابن ماجہ وغیرہ میں بھی ہے۔

مذکورہ صحیح وصریح حدیث اور اس کے شواہد کی روشنی میں ماہ شوال کے ان چھ روزوں کا رکھنا مستحب ومشروع ہے۔ ائمہ اسلام نے ان احادیث کو اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا ہے۔ اور انھیں دلائل کی بناء پر اس کے استحباب کے قائل ہیں۔

امام شافعی، امام احمد، وامام داؤد ظاہری وغیرہ اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ امام مالک وامام ابوحنیفہ رح سے اس کی کراہت منقول ہے لیکن کراہت کے قائلین کے پاس کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہے، جبکہ اس کے استحباب ومشروعیت کے قائلین کے پاس مذکورہ صحیح وصریح حدیث موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عام علماء حنفیہ کے نزدیک یہ روزے مکروہ نہیں ہیں، اور ان کے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ان روزوں کو عیدالفطر کے بعد مسلسل چھ دنوں میں یا بعد میں مسلسل رکھا جائے یا پورے مہینے میں کبھی بھی متفرق اوقات میں رکھا جائے۔ اس سلسلے میں کوئی واضح حکم ہمیں نہیں ملتا ہے۔ اس لئے حسب توفیق آدمی جیسے چاہے ان کو رکھ لے۔

البتہ بعض اہل علم نے اسے عید کے فوراً بعد اور مسلسل رکھنا افضل لکھا ہے۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مبارک کا مختار مذہب یہ لکھا ہے کہ اسے اول مہینہ میں مسلسل رکھا جائے۔

عبداللہ بن المبارک ہی کا ایک قول یہ بھی ہے اگر اسے متفرق طور پر بھی رکھا جائے تو جائز ہے۔ امام نووی نے شوافع سے یہ نقل کیا ہے کہ۔ عیدالفطر کے بعد ان چھ روزوں کا مسلسل رکھنا افضل ہے۔ اگر ان کو متفرق رکھ لے یا اواخر ماہ میں لے جائے تو متابعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی اس لئے کہ ماہ شوال میں چھ روزے رکھنے پر یہ صادق آتا ہے کہ اس نے ماہ رمضان کے بعد ان روزوں کو رکھ کر متابعت کی ہے۔

ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں شروع یا آخر شوال میں مسلسل یا متفرق رکھنے سے کوئی فرق نہیں آتا ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں ان روزوں کے سلسلے میں کوئی قید نہیں وارد ہوئی ہے۔

ہندوستان و پاکستان میں ان روزوں کو "شش عیدی،، کہا جاتا ہے۔ اگر اس کا وہی مفہوم ہے

AsliAhleSunnet.com

جو "شوال کے چھ روزوں" کا ہے تو بظاہر اس اصطلاح میں کوئی قباحت نہیں۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے ایک بدعت کارفرما ہے اور وہ یہ کہ پچھلے زمانوں میں لوگ ان روزوں کے اختتام پر ۸ شوال کو باقاعدہ عید کی طرح مناتے تھے اور اس میں کھانے پینے کا اہتمام کرتے تھے۔ آج بھی شمالی ہندوستان میں سوئیوں کی حد تک اس کا اہتمام میں نے خود دیکھا ہے۔ تلاش بسیار کے بعد اس دن کو بطور عید منانے کے بدعت ہونے پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی ایک تحریر مل گئی جس کا خلاصہ یہ ہے۔

عیدین اور ایام تشریق میں لوگوں کو کھلانا پلانا سنت ہے۔ اور یہ شعائر اسلام میں سے ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے اختیار کیا ہے ماہ رمضان میں فقراء و مساکین کو کھلانا پلانا بھی شریعت اسلام میں مسنون ہے۔

مشروع عیدوں اور تہواروں کے علاوہ دنوں کو عید و تہوار بنانا بدعت ہے جیسے ماہ ربیع الاول میں میلاد نبوی کی رات یا ماہ رجب کی بعض راتیں یا ۱۸ویں ذی الحجہ یا رجب کا پہلا جمعہ یا آٹھ شوال جس کو جاہل "عید الابرار" کا نام دیتے ہیں یہ امور بدعات کے قبیل سے ہیں۔ سلف نے ان کو استحباب کی نظر سے نہیں دیکھا اور نہ اس کو منایا۔ واللہ اعلم۔ (فتاوی ابن تیمیہ ۲۵/۲۹۸)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شریعت پر عمل کی مزید توفیق دے۔ اور ہر طرح کے مشرکانہ اور بدعی اعمال سے بچائے۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

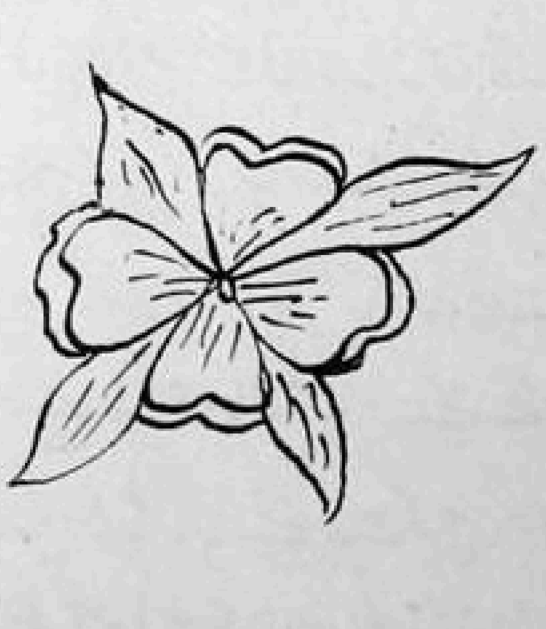

AsliAhleSunnet.com

افتتاحیہ

جمہوری کردار کی ایک روشن مثال

ہمارے ملک ہندوستان کا سیاسی **نظام جمہوری** ہے۔ دورِ جمہور کے اولین مدبرین نے کامل تجربات اور علم کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ اس وسیع ملک کے لئے جس میں مختلف نسل، تہذیب، زبان مذہب، تاریخی پس منظر اور قدم قدم پر مختلف جغرافیائی اور طبعی حدود و احوال رکھنے والے انسانوں کی کثرت ہے جمہوری نظام کے سوا کوئی اور نظام کار آمد نہیں ہو سکتا۔ یہ جمہوری نظام چالیس سال کے عرصہ سے اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ زندگی کے مختلف میدانوں میں مصروف عمل ہے۔ اس احساس کا اظہار کیا جا سکتا ہے کہ بہت سی جمہوریت مخالف قوتیں غیر تعمیری راستوں کی طرف جمہوری عمل کا رخ پھیرنے کے لئے اس کی راہ میں حائل ہوتی رہتی ہیں، تاہم اس حقیقت سے کسی فرد انسانی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جمہوریت کے تقاضے سب سے مقدم ہونے چاہئیں اور اس کے ساتھ ہی ہمیں اس اعتراف میں بھی کوئی جھجک نہیں ہونی چاہیئے کہ اتنی لمبی مدت گذرنے کے باوجود یہ تقاضے پورے نہیں ہو سکے۔ پھر بھی الفاظ و نظریات کی حد تک ہمیشہ ذمہ داران نظام جمہوری کی یہ کوشش نظر آتی ہے کہ جمہوری تقاضوں کو پورا کیا جائے اس وسیع ملک میں جمہوریت کی صریح پامالی کی بہت سی مثالیں آئے دن ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں اگرچہ اس کے ساتھ ہی کچھ مثالیں ایسی بھی ملتی ہیں جو خیر سگالی اور پر امن بقائے باہم سے تعلق رکھتی ہیں۔

ہمارے ملک ہندوستان اور باہری دنیا کی سیاست عمومی طور پر اچھے کردار و اعمال کی حامل نہیں ہے جس کے نتیجہ میں عوام اور انسانی فلاح و بہبود کی ضامن اعلیٰ اقدار کی پامالی ہوتی رہتی ہے۔ اور انسانی زندگی کی گتھیاں سلجھنے کے بجائے اور الجھتی جاتی ہیں اور نئے نئے مسائل اور مشکلات رونما ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کے مسلم سیاستدان اور لیڈران ایسے بہت کم ہیں جو اسلامی اقدار و اعمال کے حامل ہوں۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ ان کے وجود سے ملتِ اسلامیہ کی نمائندگی ہوتی ہے اور ان سے کچھ

AsliAhleSunnet.com

فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ رفاہ عام اور خدمت خلق کا کام کرنے والے مسلم سیاست داں جب سیاسی میدان میں کامیاب ہوتے ہیں تو ایک طرف ان سے مسلمانوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے اور دوسری طرف ملک کے جمہوری کردار میں رنگ بھرتا ہے۔ بنارس کارپوریشن کے میئر شپ کیلئے جناب صالح انصاری صاحب کی کامیابی کو ہم اسی طرح کا ایک واقعہ کہہ سکتے ہیں۔

بنارس قدیم زمانہ سے ایک مذہبی، صنعتی اور تاریخی شہر رہا ہے۔ یہاں مختلف مذاہب، زبان اور تہذیب کے لوگ بستے ہیں۔ مختلف مذاہب اور تہذیبوں کی وجہ سے جس طرح اس شہر کی خوبصورتی کا احساس ہوتا ہے ساتھ ہی یہ اندیشہ بھی لگا رہتا ہے کہ کب تصادم کی صورت حال پیدا ہو جائے؛ مسلمانوں کے باہمی حالات ایسے ہیں کہ جن سے کسی مفید ملی اتحاد کا اشارہ نہیں ملتا، وہ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں، ان کے تعلیمی اور رفاہی ادارے بھی ہیں لیکن کسی سے ایسی نمائندگی نہیں ہوتی جسے مسلم اتحاد کا نام دیا جا سکے اس طرح کے احوال میں جناب صالح انصاری صاحب کی کامیابی قومی یک جہتی اور پرامن بقائے باہم کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ درحقیقت اس معاملہ میں بڑی حد تک کارپوریٹروں کا صحیح جذبۂ اتحاد و یک جہتی قابل تعریف ہے۔ ساتھ ہی یہ اعتراف مبنی برحقیقت ہے کہ جناب صالح انصاری صاحب کی شخصیت بنارس کے عوام میں یقیناً مقبول ہے۔ یہ ان کے رفاہی کاموں اور خدمات ہی کا اثر ہے کہ لوگوں نے انھیں اس اہم منصب کے لئے منتخب کیا ہے۔

جناب صالح صاحب کے خاندان کا ہمیشہ سے رفاہی کاموں سے تعلق رہا ہے اور اس وصف کیلئے وہ شہر بنارس میں اور اس سے باہر بھی شہرت رکھتا ہے۔ اس پس منظر میں اس عظیم ذمہ داری کے بعد جس طرح بنارس کے عام شہریوں کو تعلیمی اور رفاہی کاموں کا فائدہ ہوگا۔ اسی طرح محدود پیمانہ پر جمہوریت کے وہ اصول بھی اجاگر ہوں گے۔ جن کی ہندوستانی معاشرہ کو شدید ضرورت ہے۔

ہم ادارۂ محدث کی طرف سے جناب صالح انصاری صاحب کو اس کامیابی پر مبارک باد پیش کرتے ہیں اور نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہیں، اور امید کرتے ہیں کہ آپ کے میئر شپ کا دور بنارس کی تاریخ میں مثالی دور ہوگا۔

AsliAhleSunnet.com

جناب الحاج محمد صالح انصاری صاحب ممبر کارپوریشن بنارس

کا مختصر تعارف

ابو جاوید سلفی

خانگی نشو ونما ۵ رمئی ۱۹۳۷ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ دس سال کی عمر میں والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا، والد محترم محمد فاروق صاحب ؒ نے تعلیم و تربیت پر مکمل توجہ مبذول کی۔ علمی ترقی اور سماجی خدمات میں وہ صالح صاحب کو نہایت نمایاں دیکھنا چاہتے تھے۔ ساتھ ہی دینی امور نماز روزہ کے لئے بڑی تاکید فرماتے تھے۔ ان کا روزانہ کا معمول تھا کہ اپنی تمام اولاد کو خصوصاً صالح صاحب کو، جو سب سے بڑے تھے نیز سالم صاحب سے دس سال بڑے تھے، کھانے کے موقع پر اکٹھا فرماتے۔ مختلف قسم کی باتیں کرتے خاص طور سے صالح صاحب سے دینی امور، کاروبار خاندانی مسائل اور دیگر مسائل سے متعلق گفتگو فرماتے۔ آگے چل کر اس تربیت کا صالح صاحب کو بڑا فائدہ ہوا۔

اپنے خاندان کے متعلق موصوف کے والد محترم بڑے دیندار اور مذہبی تھے ساتھ ہی سماجی اور دنیاوی کاموں میں بھی دلچسپی لیتے تھے۔ اقربا کی ترقی کے بے حد خواہاں تھے چنانچہ جناب عبد العلیم عبد الحی صاحب ان کے زمانہ میں میونسپلٹی کے ممبر بلکہ وائس چیرمین منتخب ہو گئے تھے، وہ جناب عبید اللہ الحریری کو کارپوریٹر بنانا چاہتے تھے۔ لیکن یہ تمنا پوری نہ ہوئی۔ خاندان کے متعلق جناب صالح انصاری صاحب کا تاثر یہ ہے کہ:

"ہمارے خاندان کے لوگ بڑے دیندار ہیں لیکن میری رائے ہیں عموماً خاندان کے لوگ سماجی امور سے شغف بہت کم رکھتے ہیں، گویا دنیا کے مسائل سے واسطہ نہیں، حالانکہ آخرت کو سنوارنے کے لئے دنیا کے ان کاموں کی انجام دہی بھی ضروری ہے۔"

تعلیم ابتداء میں آپ نے مدرسہ جامعہ رحمانیہ میں درجہ دوم تک تعلیم حاصل کی۔ ماسٹر عبد الحمید صاحب جو اسوقت ریاضی پڑھاتے تھے اور قاری احمد سعید صاحب جو قرآت اور قرآن ناظرہ کے استاذ تھے آپ کے بڑے مشفق

AsliAhleSunnet.com

اساتذہ میں سے تھے، مدرسہ رحمانیہ کے بعد جے نرائن ہائر سکنڈری اسکول میں آپ نے درجہ سوم کی تکمیل کی۔ مولانا عبد المجید الحریری کی تحریک پر ۱۹۴۶ء میں آپ نے جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں درجہ چہارم میں داخلہ لیا اور دو سال رہ کر درجہ پنجم پاس کیا، اس وقت جامعہ کے وائس چانسلر ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب تھے دو سال تک انھیں کی سرپرستی آپ کو حاصل رہی، پھر جب تقسیم پاکستان کا عمل شروع ہوا اور ۱۹۴۷ء میں فسادات کے ہنگامے شروع ہوئے تو آپ کو جامعہ چھوڑ کر بنارس آنا پڑا۔ سات مہینے کسی اسکول میں داخلہ لئے بغیر بعض اساتذہ کے تعاون سے گھر ہی پر تیاری کر کے ڈائرکٹ جے نرائن ہائر سکنڈری اسکول کے آٹھویں درجہ میں داخلہ لیا۔ اس کے بعد یوپی بورڈ سے ۱۹۴۹ء میں ہائی اسکول کا امتحان پاس کیا۔ ہائی اسکول پاس کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لئے علی گڈھ گئے، آپ کے والد محترم کی بڑی خواہش تھی کہ صالح صاحب ڈاکٹر بنیں اس لئے وہ سائنس کی تعلیم دلانا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے علی گڈھ میں سائنس کے مضامین لئے، وہاں انٹرمیڈیٹ کرنے کے بعد لکھنو میڈیکل کالج کے پری میڈیکل ٹسٹ میں بھی شریک ہوئے لیکن قسمت نے یاوری نہ کی، اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ موضوع صالح صاحب کی طبیعت سے میل نہیں کھاتا تھا۔ لیکن والد کی خواہش تھی اس لئے اس میں شریک ہو گئے تھے۔ علی گڈھ میں آپ نے بی، ایس، سی کا امتحان پاس کیا۔ لیکن والد کی خرابی صحت کے سبب تعلیم آگے جاری نہ رہ سکی اور ان کا حکم ہوا کہ بنارس آکر کاروبار اور چھوٹے بھائیوں کی نگہداشت کی ذمہ داری سنبھالیں چنانچہ موصوف ۱۹۵۴ء میں بنارس آگئے۔

آپ نے کاروبار اپنے ہاتھ میں لیا۔ اس وقت کام صرف مدراس میں ہوتا تھا، یہ آپ کے مزاج کے مطابق نہ تھا اس لئے رخ بدل کر اسے آپ نے بمبئی اور دلی وغیرہ میں بھی پھیلایا اور اس سلسلہ میں بنارس چوک میں اپنی دوکان اور آفس کھولا۔

سماجی مشاغل

کاروباری مشاغل کے ساتھ موصوف بہت سے اداروں سے بھی منسلک رہے آپ یوپی ہینڈلوم کارپوریشن کے ڈائرکٹر منتخب کئے گئے، بنارس کی سماجی سوسائیٹیوں جیسے ایجوکیشنل سوسائٹی اور پبلک ویلفیر سوسائٹی کے صدر منتخب کئے گئے، اور تاہنوز ان کے صدر آپ ہی ہیں بڑی بازار بنارس میں ادارہ مطلع العلوم کے بھی آپ صدر ہیں۔ اس ادارہ کے ماتحت چلنے والے اسکول گلستاں (نرسری اسکول) اور بوستاں (انگلش اسکول) کے صدر بھی آپ ہی ہیں۔ رفاہِ عام اور خدمت

AsliAhleSunnet.com

خلق سے متعلق جتنے بھی کام ہوتے ہیں موصوف ان میں لوگوں کے حسب منشا ضرور حصہ لیتے ہیں، آپ تقریباً نو سال سے اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے ڈائرکٹر ہیں۔ آپ ریڈ کراس سوسائٹی آف انڈیا کے لائف ممبر ہیں۔ سنٹرل سلک بورڈ گورنمنٹ آف انڈیا کے بھی آپ ڈائرکٹر ہیں۔ نیز اکسپورٹ کریڈٹ گارنٹی کارپوریشن آف انڈیا کے بھی آپ ڈائرکٹر ہیں، آپ آل انڈیا مومن کانفرنس کے نائب صدر ہیں۔ والد کی تربیت ہی کا یہ اثر ہے کہ رفاہ عام اور خدمت خلق کے کاموں میں آپ نے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اور ضرورت پڑنے پر آپ اپنے ضروری کاموں پر بھی خدمت خلق کو ترجیح دیتے ہیں۔

حج گڈول مشن جسے حکومت ہند حج کے زمانہ میں ہندوستانی حاجیوں کے انتظام اور حکومت سعودیہ سے خیر سگالی کے رشتے کو مضبوط کرنے کے لئے بھیجتی ہے اس کے ممبر کی حیثیت سے ۱۹۸۰ء میں موصوف حج کے لئے تشریف لے گئے اور یہ موقع دوبارہ موصوف کو ۱۹۸۳ء میں بھی حاصل ہوا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ وفد میں دوبارہ انتخاب کسی خاص امتیاز و ترجیح ہی کی بنا پر ہوتا ہے۔ جبکہ موصوف نہ ممبر پارلیامنٹ ہیں اور نہ ہی کوئی حکومتی آفیسر اس موقع پر مکہ مکرمہ میں آپ نے امام حرم شیخ محمد بن سبیل سے تبادلۂ خیالات کیا، موصوف نے آپ کو دعوت بھی دی تھی، جامعہ سلفیہ کی موتمر الدعوۃ والتعلیم میں شرکت کے لئے جب موصوف بنارس تشریف لائے تھے تو خاص طور سے آپ سے ملاقات کی تھی۔ سعودی گورنمنٹ کے اعلیٰ آفیسران سے سرکاری ملاقاتوں کے علاوہ مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور دیگر بڑی شخصیات سے سماجی نوعیت کی بھی ملاقاتیں ہوئیں۔

بیرونی سفر

آپ نے دنیا کے مختلف گوشوں کا بارہا سفر کیا ہے اس کے نتیجہ میں آپ کو یہ تجربہ حاصل ہوا کہ بنارس میں جو انتظام اور ترقی ہونی چاہیئے وہ یہاں نہیں ہو رہی ہے، کارپوریشن کے الکشن کا جب اعلان ہوا تو آپ کے احباب کا سخت اصرار ہوا کہ میئر کی ذمہ داری کے لئے آپ اپنی خدمات پیش کریں، آپ کے احباب درحقیقت آپ کو اس کا اہل سمجھتے تھے۔ ان کے اس احساس سے قطع نظر موصوف نے اس عظیم ذمہ داری کے لئے خود کو اس جذبہ کے ساتھ امیدوار بنایا کہ بنارس کی جو حیثیت ہونی چاہیئے وہ نہیں ہے۔ اور اسے اس کی اصلی حیثیت حاصل ہونی چاہیئے، یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس نے موصوف کو کامیاب فرمایا۔ اور ایسی عزت عطا فرمائی جس کی مثال اتر پردیش کی تاریخ میں موجود نہیں ہے۔ موصوف کے خود یہ الفاظ ہیں کہ:

میئر شپ کے متعلق آپ کے تاثرات

جہاں اللہ نے یہ اعزاز دیا ہے وہیں بہت بڑی ذمہ داری بھی دی ہے اور میں اس کی ذات میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ مجھے ان تمام

AsliAhleSunnet.com

مشکلات کو حل کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ بنائے گا کیونکہ وہی ہر چیز پر قادر ہے اور اسی کے حکم سے سارا کام اور ساری چیز وجود میں آتی ہے ۔

جامعہ سلفیہ اور صالح صاحب

موصوف کا جامعہ سلفیہ بنارس سے اس کی تاسیس ہی کے وقت سے تعلق رہا ہے جامعہ میں جس پیمانہ کی دینی تعلیم ہو رہی ہے وہ ہمیشہ اسے قابل ستائش گردانتے رہے ۔

البتہ جامعہ سلفیہ کے مزید عروج و ترقی کے سلسلہ میں موصوف کے جذبات اور عزائم خود انھیں کے الفاظ میں اس طرح ہیں ۔

ایک بات میں جامعہ سلفیہ کے ذمہ داران سے عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ اپنے یہاں کچھ ایسے مضامین کو بھی شامل کریں جس سے فارغ شدہ طلباء مستقبل میں ایک کامیاب صنعتی اور ٹیکنیکل زندگی گذار سکیں ۔

اہل علم اور طلباء کیلئے سنہرا موقع

محدث کی پرانی فائلیں رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں

گوناگوں اور متنوع موضوعات پر مثلاً فن حدیث و تفسیر، تاریخ و سیر، زبان و ادب عقائد و معاملات اور عالم اسلام کے نئے بدلتے حالات وغیرہ سے متعلق معروف اہل علم اور اصحاب قلم کے علمی مقالات پر مشتمل ماہنامہ محدث بنارس کی قدیم فائلیں ایک بیش بہا علمی ذخیرہ ہیں ۔ ادارۂ محدث کی طرف سے اہل علم اور باذوق طلباء کو رعایتی قیمت پر فراہم کی جائیں گی ۔ شائقین حضرات فی الفور اپنے آرڈر سے درج ذیل پتہ پر مطلع فرمائیں ۔

مکتبہ سلفیہ ۔ جامعہ سلفیہ ، ریوڑی تالاب ، بنارس

AsliAhleSunnet.com

تقریب تہنیت

مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۸۹ء کو جامعہ سلفیہ کے دار الحدیث ہال میں شہر بنارس کے نومنتخب میئر جناب محمد صالح انصاری کے اعزاز میں ایک تہنیتی تقریب منعقد ہوئی تھی جس میں شہر کے معززین اور جامعہ کے ذمہ داران، اساتذہ وطلبہ شریک تھے۔

اس طرح کے مواقع پر تقریب کا انعقاد معروف بات ہے، لیکن مذکورہ تقریب کو کئی لحاظ سے ایک مخصوص معنویت واہمیت حاصل ہے۔ بنارس شہر میں مسلم آبادی دیگر شہروں کی طرح اقلیت میں ہے، اور چونکہ یہ شہر برادران وطن کے لئے مذہبی اہمیت کا حامل ہے، اس لئے یہاں پر فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے اندیشے اور خدشے زیادہ رہتے ہیں، کبھی کبھی چھوٹا سا معاملہ احساسات کی لو کو بہت بڑھا دیتا ہے، اور حالات کشیدہ ہو جاتے ہیں۔

شہر کی مسلم آبادی کے باہمی تعلقات بھی ایک طرح کے مستقل تناؤ اور کشاکش ہی کی عکاسی کرتے ہیں، مسلکوں اور جماعتوں میں بٹے ہوئے مسلمان چھوٹے بڑے ہر معاملہ میں مسلکی تشخص کیلئے کوشاں نظر آتے ہیں۔ اور ہمہ گیر اتحاد وتعاون کے مناظر بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ مسلکی معاملات کے علاوہ عام انسانی برادری کی بہبود کے لئے جو کام انجام دیئے جاتے ہیں ان پر بھی مسلک کی چھاپ واضح رہتی ہے۔

مذہب ومسلک کی بنیاد پر پائی جانے والی اس تشخص پسندی وتفرد دوستی کے باوجود اتحاد ویک جہتی کے مناظر بھی دیکھنے میں آتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عام انسانیت کی فلاح وبہبود کے موضوع پر سوچنے والے ذہن اور طبقاتی مفادات سے اوپر اٹھ کر دیکھنے والی نگاہیں بھی شہر میں موجود ہیں اور اگر غور سے دیکھا جائے تو اسی طرح کا جذبہ شہر کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی روایت کے

AsliAhleSunnet.com

شایان شان اور قلب و نظر کی وسعت کا ترجمان ہے ۔

انصاری صاحب کے میئر منتخب ہونے پر شہر کے عوام نے جس طرح مسرت و اطمینان کے جذبات کا اظہار کیا اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انسانی طبیعت میں فطری طور پر اتحاد و تعاون کی طرف جھکاؤ اور اس سے محبت موجود ہے ۔ لیکن کسی وجہ سے خارجی حالات ایسے پیدا کر دیئے جاتے ہیں کہ انسان اپنی بہتری کی راہ سے کنارہ کش ہو کر تباہی و بربادی کی راہ پر چل پڑتا ہے ۔ اور پھر عرصہ تک اس کو احساس نہیں ہوتا کہ اتحاد دشمنی کی جس آواز پر اس نے لبیک کہا ہے ۔ اس میں انسانیت کا کتنا بڑا خسارہ ہے ۔

محترم انصاری صاحب مدنپورہ کے جس خاندان کے چشم و چراغ ہیں اس کا جماعت و ملت کے دینی کاموں سے گہرا تعلق ہے ۔ اور یہی خاندان جامعہ سلفیہ کی سرپرستی و خدمت کا خوشگوار فریضہ انجام دے رہا ہے ۔ تحدیثِ نعمت اور اعتراف جمیل کے طور پر جامعہ سلفیہ کے ناظم اعلیٰ جناب مولانا عبدالوحید سلفی صاحب اور دیگر ذمہ داروں نے مذکورہ تہنیتی تقریب منعقد کر کے اپنے جذبات کا اظہار کیا ۔ اور یہی داعیہ محدث کے صفحات میں اس واقعہ کی قلمبندی کا بھی ہے ، ورنہ آج کے دور میں حکومت و انتظامیہ کا کل پرزہ بن کر ایک مخلص مسلمان جن الجھنوں سے دوچار ہوتا ہے وہ مخفی نہیں ہیں ۔

ادارۂ محدث کی طرف سے محترم صاحب صاحب کی بےمثال کامیابی پر ان کو پرخلوص مبارکباد پیش کرتے ہوئے ہم ذیل میں پروگرام کے بعض مواد اور وہ تہنیتی نظم درج کر رہے ہیں جسے اردو کے ہر دلعزیز نامور اور کہنہ مشق شاعر جناب فضا ابن فیضی نے میئر صاحب کی خدمت میں نذر کیا ہے "۔

AsliAhleSunnet.com

سپاسنامہ

بخدمت عزت مآب الحاج محمد صالح انصاری صاحب

میئر وارانسی نگر مہا پالیکا۔ وارانسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنارس کا عظیم تاریخی شہر ملک میں اور ملک سے باہر بڑی اہمیت و شہرت کا حامل ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ شہر کی اس حیثیت میں برابر اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

قدرت کی فیاضیوں سے اس خطۂ زمین پر جو حسن و آراستگی نظر آرہی ہے اس کے ساتھ ہی یہاں انسانی ذہن و فکر کی کاوشوں کے آثار بھی جلوہ گر ہیں، اس شہر کی قدامت کے دریچوں سے مذہب و سیاست، اقتصاد و ثقافت اور فکر و فن کے شفاف چہرے بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔

شہر کی اس معنویت و دلکشی نے مرزا غالب و علی حزیں جیسے نامور شعراء کو اس کی مدح سرائی میں نغمہ سنج بنایا اور ہر دور میں مختلف محاسن و کمالات کے پیکروں نے اسے زینت بخشی، جدید دور میں اس شہر کو خصوصیت کے ساتھ صنعت و ثقافت کے میدان میں امتیاز حاصل ہوا۔ چنانچہ یہاں متعدد تعلیمی ادارے اور یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔ اور ریشمی پارچہ بافی کی صنعت کو غیر معمولی عروج حاصل ہوا۔

شہر کی ان تاریخی عظمتوں کو سامنے رکھ کر جب ہم اپنے معزز مہمان اور شہر کے میئر جناب محمد صالح انصاری صاحب کی بے مثال کامیابی پر نظر ڈالتے ہیں تو شہر کی عظمت کا احساس دوبالا ہو جاتا ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ کامیابی اس شہر کو تعمیر و ترقی کی ایک خوشگوار منزل سے ہمکنار کرے گی۔

مہمان گرامی! اراکین انجمن جامعہ رحمانیہ مرکزی دارالعلوم کے اس وسیع ہال میں آپ کا پرخلوص استقبال کرتے ہوئے اور دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے بے پناہ مسرت محسوس کرتے ہیں، اس تعلیمی ادارہ سے آپ کا تعلق

AsliAhleSunnet.com

تاسیس وسرپرستی کا ہے اور ہمیں اس نسبت پر فخر و اعتزاز ہے۔ آپ کی ذات اور آپ کے خاندان سے جس طرح شہر کے تعلیمی و رفاہی اداروں کو قوت و حوصلہ ملا ہے اس کی ہمارے دلوں میں بڑی قدر و منزلت ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ شہر بنارس کے میئر کا عہدہ سنبھالنے کے بعد آپ کی کرم گستری اور حسن معاملت سے پورا شہر مزید وسعت کے ساتھ فیضیاب ہوگا۔

مخدوم مکرم! بنارس کے شہریوں اور بالخصوص ممبران کارپوریشن نے آپ کو میئر منتخب کر کے حسن دور رسی و معاملہ فہمی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کے لئے وہ لائق ستائش ہیں۔ ہمارے ملک کی طرح ہمارا یہ شہر بھی مختلف مذاہب و تہذیب کا سنگم ہے، یہاں کے باشندوں نے قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی مثال قائم کی ہے اور ہر دور میں عدل انصاف اور اخوت و مساوات کے اصولوں کی حمایت کی ہے۔ مقام مسرت ہے کہ ان کی یہ روایت میئر کے انتخاب کے موقع پر بھی قائم رہی، اور شہر کی خدمت کے لئے انھوں نے ایک ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جو اپنے کارناموں کے باعث پہلے ہی سے معروف اور ہر دلعزیز رہ چکی ہے۔

اہالیان بنارس کا یہ دانشمندانہ اقدام بلاشبہ ہندو مسلم اتحاد مذہبی رواداری اور جمہوریت نوازی کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ میئر کے انتخاب کے موقع پر بعید نہ تھا کہ نسلی و مذہبی تعصب اور جارحانہ فرقہ پرستی و باہمی منافرت کے جذبات کو ہوا دیکر شہر کی باہمی اخوت و اعتماد کی فضا کو مکدر کیا جائے۔ لیکن آپ کی ہر دلعزیز شخصیت، دور رس نگاہ اور اصول پرستی نیز برادران وطن کی معاملہ فہمی و وسعت قلبی نے انتخاب کو قومی یکجہتی اور ہندو مسلم اتحاد و رواداری کی قابل فخر مثال بنا دیا اور ہمیں یقین ہے کہ آپ کے حسن عمل سے شہر کے لئے یہ ایک زندۂ جاوید مثال ہوگی۔

جناب عالی! اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو جو اعزاز حاصل ہوا ہے وہ دوسرے لفظوں میں ایک عظیم ذمہ داری اور ساتھ ہی عوام کی خدمت کا سنہرا موقع ہے۔ جمہوریت کے اس دور میں نگاہیں ایسے مخلص و روشن ضمیر سربراہوں کی متلاشی ہیں جو عدل و انصاف کے اصول اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حامی و پابند ہوں ہم امید کرتے ہیں کہ یہ شہر اور اس کے باشندے آپ کی صالح قیادت کے زیر سایہ عدل و مساوات کے صحیح اصولوں سے آشنا ہوں گے۔ اور انھیں یہ اندازہ ہو سکے گا کہ انسانیت نوازی و غریب پروری کے آداب و تقاضے کیا ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

اسی طرح ہمیں یہ بھی توقع ہے کہ آپ کی عظیم کامیابی پر جس طرح شہر کا ہر ہر فرد مسرت و شادمانی کے جذبات سے سرشار ہو گیا تھا۔ اسی طرح آپ کے حسن انتظام و تدبیر سے ہر شخص شادکام و مطمئن ہو جائیگا اور ایک سرپرست و منتظم کی صحیح تصویر اس کے سامنے آجائے گی۔

معزز مہمان! اس عظیم تعلیمی ادارہ میں آپ کو استقبالیہ دیتے ہوئے ہمارے دل مسرت و انبساط کے جذبات سے لبریز ہیں، ہمیں پورے طور پر احساس ہے کہ ہم آپ کی شایان شان تکریم نہ کر سکیں گے، لیکن ساتھ ہی ہم سوچ رہے ہیں کہ آپ اپنے گھر اور ادارہ میں ہیں جہاں اظہار مودت و یگانگت کے لئے کسی طرح کے تصنع یا تکلف کی ضرورت نہیں۔ اس ادارہ کے تعلق سے آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مقاصد کے حصول کے لئے اس کے وسائل کیا ہیں، ہم پر امید ہیں کہ حسب سابق اس ادارہ کو آپ کی سرپرستی و رہنمائی حاصل رہے گی۔

سپاسنامہ کے اختتام پر ہم آپ کو پرخلوص مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور شکر گذار ہیں کہ اپنا قیمتی وقت دیکر آپ نے ہمیں سرفراز فرمایا اور جامعہ سلفیہ میں تشریف لائے۔ ساتھ ہی ہم مہمان خصوصی عالی جناب شیام لال یادو کے بھی شکر گذار ہیں کہ انھوں نے اس پرمسرت و باوقار تقریب کو رونق بخشی، ہماری تمنا ہے کہ آپ کا اقبال ہمیشہ قائم رہے۔ اور شہر بنارس کے ساتھ ساتھ پورے ملک میں آپ کے حسن انتظام و جمہوریت نوازی کا چرچہ ہو، ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

تحریر: ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری

پیش کش: اراکین انجمن جامعہ رحمانیہ و مرکزی دار العلوم

مدنپورہ - بنارس۔ ۲۶ فروری ۱۹۸۹ء

AsliAhleSunnet.com

عزت مآب محمد صالح انصاری صاحب کی جوابی تقریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم —— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عزت مآب شیام لال یادو جی! وزیر مملکت حکومت ہند، جناب مولانا عبدالوحید صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ، حضرات اساتذہ کرام جامعہ سلفیہ و جامعہ رحمانیہ، ممبران کارپوریشن، معزز حاضرین، عزیز طلبائے جامعہ سلفیہ و جامعہ رحمانیہ!

یہ سچ ہے کہ اس وقت میرے دل میں جو جذبات موجزن ہیں ان کو میں الفاظ کا جامہ پہنانے کی طاقت نہیں رکھتا، یہ اعزاز جو اس وقت مجھے دیا گیا ہے، اور جو کلمات خیر میرے متعلق کہے گئے ہیں اس سلسلے میں میں صرف اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میں ان کا مستحق نہیں ہوں، بہرحال یہ آپ کی عزت افزائی ہے کہ آپ نے یاد کیا۔ اور میرے اعزاز میں اس اجتماع کا اہتمام کیا، اس پر میں آپ حضرات کا شکر گذار ہوں، آپ نے سنا کہ میری ذات کا تعلق اس ادارے سے ہے، میں جامعہ رحمانیہ کا طالب علم ہوں، بچپن کی تعلیم و تربیت کا انسان پر بڑا اثر پڑتا ہے، اسی تربیت کدہ کا یہ فیض و احسان ہے کہ آج مجھے اس شہر کا میئر بنایا گیا۔ عوام نے ہمیں یہ اعزاز دیا تو کوئی ایسی بات دیکھی ہوگی کہ میرے سر پہ ذمہ داری ڈالے۔ جہاں یہ ایک پر وقار کرسی ہے۔ آپ نے یہ بھی سنا کہ یہ ایک بڑی ذمہ داری کی جگہ ہے، ایک مدت کے بعد نگر مہاپالیکا کا انتخاب عمل میں آیا۔ اٹھارہ سال کے اس طویل وقفے میں ایک پوری نسل بدل چکی ہے، نئی نسل کی امیدیں پہلے لوگوں کی امیدوں سے مختلف ہیں، ان کے اندر جوش زیادہ ہے۔ اور امیدیں بھی وہ ہم سے زیادہ رکھتے ہیں۔ وہ ممبران سے بھی زیادہ توقعات رکھتے ہیں۔

ہم سے شہر کے مسائل و مشکلات، سڑکیں، بجلی کا نظام۔ کالونیاں صفائی ستھرائی کے مسائل پیچیدگیوں کا مطالبہ ہوگا، یہ ذمہ داریاں آسان نہیں ہیں۔ میں بتا چکا ہوں کہ کارپوریشن کے افسروں کا ڈھنگ بھی بدل چکا ہے۔ عوام کے نمائندے جو وہاں آتے ہیں وہ عوام کی امیدوں کے مطابق ان سے کام لینا چاہتے

AsliAhleSunnet.com

ہیں لیکن ان افسران کا مزاج مختلف ہے اس کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ آپ کا تعاون حاصل رہا تو عوام کے مسائل کے حل کرنے میں اور ان کو ان کا حق دلانے میں ہماری کوششیں بار آور ہوں گی۔ مسائل کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ میں ایک چھوٹی سی بات عرض کر رہا ہوں جو درحقیقت بڑی اہم ہے، بنارس شہر جہاں کی آبادی ہر سال بڑھ رہی ہے اور پچھلے اٹھارہ سالوں میں پانچ گنی ہو گئی ہے، لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہمارے شہر کا پھیلاؤ جتنا ہونا چاہیئے تھا، سڑکیں اور کالونیاں جتنی بہتر ہو سکتی تھیں ایسی نہ ہو سکیں۔ اس کا ذمہ داروں کو احساس ہونا چاہیئے۔ عوام تکالیف برداشت کرتے ہیں، اور اس کو ہنس کر سہہ لیتے ہیں مگر اپنے ملک سے محبت کے ناطے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاتے جو ملک کی تعمیر و ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنے۔ لیکن برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے اب ضرورت اس بات کی ہے کہ کالونیز بڑھائی جائیں۔ اس اٹھارہ سال کی مدت میں کارپوریشن کے ادھیکاریوں نے بنارس ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے نام سے ایک الگ شعبہ بنا دیا ہے۔ مگر آپ کے میئر کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے یہ سراسر ناانصافی ہے۔ یہ صرف بنارس ہی نہیں بلکہ سارے اتر پردیش کے عوام کی حق تلفی ہے۔ اس سے صرف افسران کو وہ طاقت مل گئی ہے کہ وہ من مانی کرتے رہتے ہیں۔

آپ کے ممبران کارپوریشن ناامید نہیں، وہ ان تمام حالات سے پوری طرح نپٹنے کیلئے اپنے آپ کو اہل سمجھتے ہیں۔ اس کو ہم سب مل کر سدھاریں گے۔ مشکلات و مسائل کا ذکر کر کے میں بری نہیں ہونا چاہتا۔ ہم سب خود کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں، اور تمام افراد کو اس کا حق دیتے ہیں کہ وہ میرا دامن پکڑیں، تمام ممبران کارپوریشن کا دامن پکڑیں یہ موقع ہے کہ ہمارے روشنی، پانی، صفائی کے مسائل حل ہوں،

ہم سے جو کچھ اس سلسلے میں ہوگا ہم اس کو کریں گے۔ آپ کو ہم حق دیتے ہیں کہ آپ ہم سے باز پرس کریں ان کلمات کے ساتھ میں چند باتیں اور عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی کام جب مل جل کر کیا جاتا ہے تو اس کی ایک ایسی طاقت ہو جاتی ہے کہ وہ روکے نہیں رکتی۔ میں بنارس کے رہنے والوں سے یہ کہونگا کہ ہم لوگوں سے کسی ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی یا چوک ہو تو آپ ہمیں خبردار کریں، اور کسی کام کے ہو جانے پر اتنا نہ سراہیں کہ ہمارا دماغ ہی خراب ہو جائے۔ البتہ ہمیں آپ پست ہمت نہ ہونے دیں تاکہ ہم اس شہر کیلئے کچھ کر سکیں، ہمیں اس سلسلے میں آپ کے تعاون کی بہت ضرورت ہے۔

جامعہ سلفیہ نے میری عزت افزائی کی، میں آپ تمام حضرات اساتذہ و طلبا کا مشکور ہوں۔ شکریہ،

AsliAhleSunnet.com

عزت مآب جناب شیام لال یادو وزیر مملکت ہند کے تاثرات

محترم محمد صالح انصاری میئر شہر بنارس، جامعہ سلفیہ کے عہدیداران اور اساتذہ وطلباء، دوستو، حاضرین!
یہ جلسہ میئر صاحب کے بارے میں منعقد کیا گیا ہے۔ میں بھی اپنے کو اس سے جوڑ رہا ہوں، خوشی ہے کہ ممبران نے محمد صالح انصاری صاحب کو اپنا میئر منتخب کیا۔ ان سے میرا تعلق میرے چناؤ سے ہوا۔ میں نے انھیں جیتا پایا بیحد خوش ہوا۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ایک اعلیٰ انسان ہیں، بڑے ہمدرد، ہر شخص کی خدمت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ ہمارے شہر کے عوام کی زندگی بہتر بنانے کی جو ذمہ داری نگر مہا پالیکا کی ہے۔ وہ اسے انجام دیں گے، شہر کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے، پھیلنے کی جگہ کی کمی سے مشکلات بہت ہیں، سڑک روشنی پانی کی قلت پیدا ہوتی رہتی ہے۔

ممبر پارلیمنٹ منتخب ہونے کے بعد تجربہ ہوا کہ یہ سب کام ضروری ہیں۔ سرکار نگر کے ذمہ داروں کی مدد کرے گی۔ جب مہا پالیکا نہ تھی سارے اختیارات افسروں کے ہاتھ میں تھے، وہ توجہ نہیں دے سکے، موقع بھی نہیں تھا، مجھے امید ہے کہ ہماری مشکلات پر آپ غور کریں گے، سرکار بھی مدد کرے گی، آپ کا بجٹ بنے گا تو اس کے سامنے یہ مسئلے آنے والے ہیں کہ کتنا بجٹ بنے۔ اور آمدنی کیسے ہو۔ اور ذمہ داری کیسے نبھائی جائے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کام مضبوطی سے کریں گے۔ شہری زندگی بہتر بنانے کے لئے یہ سب ضروری ہے سب کچھ سرکار تو نہیں دے سکتی۔ کام کے لئے وسائل اکٹھا کیجئے۔ تاکہ شہری زندگی بہتر ہو سکے، بلا لحاظ پارٹی نگر مہا پالیکا کا کام کرے گی۔ مل جل کر کام کرنا ہے۔ ایسا پروجیکٹ بنانا ہے اور اسے گورنمنٹ کو بھی بھیجنا ہے۔ اگلے پنجسالہ میں گنگا کی صفائی کا منصوبہ ترتیب دیں۔ ہم نے اتر پردیش گورنمنٹ سے بھی کہا ہے کہ یہ ذمہ داری پالیکا کی ہے، اس نئے ماحول میں یہ پلان کیسے انجام دیا جائے گا۔ ہم اس پر وچار کریں گے، آپ عوام کے نمائندے ہیں، شہری زندگی۔ صنعت، روزگار سب کو دیکھنا ہے، کمی دور کرنا ہے، روز بروز مسئلے آتے رہتے ہیں ان پر بھی توجہ دینا چاہیئے، ہنر اور فن سے کامیابی حاصل کرنے میں ترقی ملے گی۔

AsliAhleSunnet.com

میں جامعہ سلفیہ کا شکر گذار ہوں کہ اس نے ہمیں دعوت دی، عزت دی اور محمد صالح انصاری صاحب کو مبارکباد دی، بڑی خوشی کی بات ہے کہ میئر صاحب نے اس ذمہ داری کو بڑے وقار سے نبھانا شروع کر دیا ہے، وہ لوگوں سے ملنے اور مشکلات کو رفع کرنے میں بڑے زور شور سے لگے ہیں، ہم دیکھیں گے کہ اس زندگی کو آپ کیسے بہتر بناتے ہیں۔ اس کے لئے جنتا کو ان کے کام میں ہاتھ بٹانا ہے، مجھے امید ہے کہ سب اس سے دلچسپی لیں گے، شکریہ۔

محترم مولانا عبدالوحید صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ کے تاثرات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، حاضرین جلسہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج اس پرمسرت تقریب کے موقع پر مجھے کچھ کہنے کا جو حکم دیا جا رہا ہے۔ اس کی تعمیل کے لئے ایک عجیب کشمکش محسوس کر رہا ہوں، میں اس جامعہ میں کچھ کہنے کی حیثیت میں اپنے آپ کو نہیں پا رہا ہوں۔ یہاں کے در و دیوار اور اس ادارے کا وجود میری زندگی کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ اور اس کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا میں اپنا فریضہ سمجھتا ہوں۔ اسی طرح ہر مسلمان کو جب کوئی ذمہ داری دی جاتی ہے تو فریضہ سمجھ کر امانت داری سے اسے ادا کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے، انسان کو اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے محنت کرنا پڑتی ہے، اور شب و روز کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ میں اپنے اندر اتنی طاقت نہیں محسوس کرتا کہ اس سلسلے میں کچھ کہہ سکوں،

اس تقریب کی مناسبت سے جو باتیں آنی چاہئیں وہ سپاسنامے میں، میئر صاحب کی نصیحتوں میں اور جناب شیام لال جی کے فرمودات میں آچکی ہیں۔ لہذا انھیں دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ میں صرف ایک بات کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ یہ تقریب جس مناسبت سے منعقد ہوئی ہے، اور ہمیں جو موقع ملا ہے، اس کی بنیاد کیا ہے۔ بنارس شہر میں جب یہ موقع ملا کہ یہاں کے شہری اپنے مسائل کو حل کرنے کیلئے اپنی کوششوں سے کام لیں تو یہاں پر ایسا ماحول پیش آیا جس سے ہمارے جذبات مجروح ہوئے۔

AsliAhleSunnet.com

لیکن شہر کی جنتا مبارکباد کے قابل ہے کہ اس نے یہ واضح کر دیا کہ بنارس جہاں پراچین زمانے سے مختلف دھرم کو ماننے والے آباد ہیں وہ اپنے دھرم کو بھولے نہیں ہیں۔ ان کے اندر مذہبی تعصب دائمی طور پر جگہ نہیں پا سکتا۔ آج ہمارے سامنے یہ فضا پیدا کی گئی ہے کہ ماحول کو خراب کیا جا رہا ہے، یہ ہمارے شہر کی روایت کے خلاف ہے میں شہریوں سے درخواست کروں گا کہ وہ ہوش وحواس کو درست رکھیں اور شہر کی فضا کو مکدر نہ ہونے دیں۔ ایکتا، محبت اور میل ملاپ کو ٹھیس نہ پہونچائیں، اگر اس بات پر توجہ دی گئی تو انشاءاللہ ہمیں آئندہ کامیابی حاصل ہوگی، بنارس کے شہری ہونے کے تعلق سے میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری ذمہ داریاں ہمارے درمیان تقسیم ہیں، لیکن ایک شہری کی حیثیت سے ہم لوگ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ ہم سب آپس میں برابر ہیں۔ عہدے کی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے ہم سب کو کوشش کرنا چاہئے۔ کوئی شخص تمام ذمہ داریاں تنہا نہیں ادا کر سکتا۔

میئر کے انتخاب کے موقعہ پر عوام نے جو یکجہتی دکھلائی ہے اس کے پیش نظر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارا قدم آگے ہی بڑھنا چاہئے، ہمیں کسی پروپیگنڈے کا اثر ہرگز نہ قبول کرنا چاہیئے، محترم وزیر مملکت نے شہریوں کی جن ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کیا ہے اس کا لحاظ کرنا چاہیئے۔

اپنی بات کے اختتام پر میں جناب شیام لال یادو صاحب کا، محترم میئر صاحب کا، اپنے معزز مہمانوں کا، ممبران کارپوریشن کا۔ پریس والوں کا، اور جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نیز جن لوگوں نے اس تقریب کے انعقاد میں تعاون پیش کیا ہے ان سب کا بھی شکرگذار ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ نگر مہاپالیکا کے ذمہ داران وکارکنان کو یہاں کے عوام کی خدمت کی توفیق ملے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

AsliAhleSunnet.com

ہدیۂ تہنیت

(بنارس کارپوریشن کے الیکشن ۸۹ء برائے میئر، میں جناب محمد صالح انصاری کی نصرت و کامیابی پر)

(فضا ابن فیضی)

نئی ہے بزم، مغنّی نیا ہے، ساز نیا
حدیثِ ناز نئی، قصۂ نیاز نیا
ملا ہے وقت کے محمود کو ایاز نیا

"ہوا میں نشہ ہے، خوشبو چمن کے پھولوں میں
بہار جھول رہی ہے خوشی کے جھولوں میں"

کہاں سے آئی یہ موج طرب، خدا جانے
کہ بے شراب بھی چھلکے ہوئے ہیں پیمانے
ہیں محو رقص، چراغوں سے دور پروانے

عجب ہے "صبح بنارس" کی جلوہ آرائی
شفق جبیں پہ سجائے، "اودھ کی شام" آئی

سلگ رہی تھی کڑی دھوپ جن چٹانوں پر
اب ان چٹانوں پہ ہے چاندنی ضیا گستر
سمٹ کر آ گئی قدموں میں خود ہی راہ گذر

سفر بھی ختم ہوا چھاؤں جب گھنیری ہوئی
خوشا "میئر" کے الکشن میں فتح تیری ہوئی

AsliAhleSunnet.com

یہ فتح، تحفۂ جاں، رخت دل کشائی ہے
ستارے توڑ کے، فرش زمیں پہ لائی ہے
بہت دنوں پہ یہ منزل قریب آئی ہے

جو خفتہ پا تھے، وہ رقصاں وفاتحانہ اٹھے
حیات جاگ اٹھی، صاحبِ زمانہ اٹھے

دل ونظر کی روایت، فسانے اور بھی تھے
شجر سے تا بہ شجر، آشیانے اور بھی تھے
حسین غزال نظر کش نشانے اور بھی تھے

مری نظر تے، مگر انتخاب تجھ کو کیا
تو ایک غنچہ تھا، رشکِ گلاب تجھ کو کیا

مری نگاہ، مرا دل، مرا دماغ ہے تو
شرافت نسبی سے ہے اور ایاغ ہے تو
کہ خانوادۂ فاروق کا چراغ ہے تو

خدا کا فضل ہے صاحب تری ظفر مندی
وگرنہ سہل نہ تھی دشت کی چمن بندی

مری زمیں پہ تو اک آسمان ہے گویا
ثبات و عزم و عمل کی چٹان ہے گویا
تو قومی یک جہتی کا نشان ہے گویا

امیر شہر! تو امید گاہ ہے سب کی
متاع کوکب و خورشید و ماہ ہے سب کی

جو سب کی صبح ہے، وہ تیری شام ہے پیارے
مجھے خبر ہے، جو تیرا مقام ہے پیارے
ترا مشن تو فلاح عوام ہے پیارے

AsliAhleSunnet.com

ہلاک سختی رنج و عذاب ہیں جو لوگ
تو، ان کا دوست ہے، خانہ خراب ہیں جو لوگ

تو اپنی ذات سے اک بزم، اک ادارہ ہے۔
خلوص و حسن و محبت کا گاہوارہ ہے
ترا وجود، نئی صبح کا ستارہ ہے۔

تری نظر میں بہاروں کے خواب پلتے ہیں
ترے چراغ سے، سب کے چراغ جلتے ہیں

زمانہ ساز بھی تو، زندگی ستیز بھی تو
نم بہار بھی تو، موج تند و تیز بھی تو
سکوں طراز بھی تو، انقلاب خیز بھی تو

کبھی تو دشت کی رونق، کبھی چمن میں ہے
ہزار رنگ سے۔ تو مری انجمن میں ہے

یہ رہ گذر بھی تری، قافلہ بھی تیرا ہے
یہ عکس بھی ہیں ترے، آئینہ بھی تیرا ہے
تو جامعہ کا ہے، اور جامعہ بھی تیرا ہے

نہ مدح کے، نہ ثنا کے نہ منقبت کے ہیں
قبول کر انھیں، یہ پھول تہنیت کے ہیں

وحید عصر ہوں، یا ازہری و رحمانی
ہر ایک فرد ہے غرق نشاط و سرشاری
نوید زندگی ارباب جامعہ کو ملی

یہ جشن شوق، یہ تقریب خیر مقدم کی
یہ فتح، جیسے ہو معراج ابن آدم کی

مرے افق پہ جو ہے، وہ سحر بھی تیرے نام
شعور حسن بھی، ذوق نظر بھی تیرے نام
یہ میرے حرف، یہ میرا ہنر بھی تیرے نام
مری دعا ہے، تو زندہ رہے ہزار برس بہار ساز رہے، تیری آرزو کا نفس

AsliAhleSunnet.com

تلخ وشیریں

ابوالجود اعظمی

اقوام عالم کی ملکی سیاستوں اور وطنی پالیسیوں میں ان کے قائدوں اور سربراہوں کی جادوگری سے کوئی بڑا بھونچال یا نیا کھیل سامنے آتا ہے تو اس کے مرکزی کردار کا پس منظر بھی دنیا کی نگاہوں میں گھومنے لگتا ہے اور قیادت کی سحرکاری اور اس کے ماضی وحال کی تاریخ بھی آئینۂ ایام کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ملکی سطح پر جب کوئی انقلاب آتا ہے یا نئی مملکت کی تشکیل ہوتی ہے تو اس کے پیچھے قیادت ہی کی بازی گری کارفرما ہوتی ہے۔ فلسطین کا انقلاب ہو یا ایران کا۔ جرمنی کی تقسیم ہو یا ہندوستان کی۔ امریکہ کی یہودی جمہوریت ہو یا ماسکو کا الحادی کمیونزم جو بھی مدوجزر ہے وہ قائدوں اور سربراہان قوم کے ذہنی ونظری تخیلات وتخلیقات کا عکس اور مظہر ہے۔ اسی سے قوم وملت کی تقدیریں بدلتی اور الٹتی پلٹتی رہتی ہیں۔

اگر ہم اپنے وطن عزیز متحدہ ہندوستان کے ماضی وحال میں جھانک کر دیکھیں تو قیادت وسلطانی کی شعبدہ بازی اور قوموں کی بحرانی زندگی کا کھیل دیکھنے کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ ابھی یہ حقیقت، قصۂ پارینہ نہیں ہوئی ہے کہ متحدہ ہندوستان پر مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک اپنی حکومت کا پرچم لہرایا ہے جس کو انگریزوں کے معاندانہ ذہن اور شاطرانہ دماغ نے سرنگوں کر کے اپنا استعماری پرچم اہل ہند کے سروں پر مسلط کر دیا اور مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ تاج وتخت کو استعماریت کی چادر میں لپیٹ دیا۔ اس کے نتیجہ میں فاتح اور مفتوح کے درمیان رقابت کے بھڑکنے والے شعلوں نے مسلمانوں کا تمام متاع زیست جلا کر خاکستر کر دیا۔ یہاں تک کہ بدرم سلطان بود کی پاداش میں کالا پانی یا تختۂ دار کی مشق چند در چند ہو گئی۔

بدلیسی آقاؤں کے وحشیانہ مظالم کی لرزہ خیز داستان اس وقت تک جاری رہی جب جنگ عظیم کے نتیجہ میں ان کا سدا روشن سورج مائل بہ غروب ہوا اور عالمی سیاست کے افق پر حریت واستقلال کا نیا چاند

AsliAhleSunnet.com

ابھرنے لگا، آمریت اور استعماریت کی آہنی زنجیریں ٹوٹ ٹوٹ کر فضا میں بکھرنے لگیں۔ پھر وہ دن آیا کہ مغرب کا دمکتا سورج مشرق میں غروب ہونے پر مجبور ہو گیا، لیکن اپنی جھلسا نے اور تڑپانے والی دھوپ اپنے ساتھ نہیں لے گیا۔ بلکہ وہ لیلائے آزادی کو قومی، نسلی اور مذہبی نفرتوں کی دھوپ میں تڑپتا دیکھنا چاہتا تھا، یہی دھوپ، انتقام شکست کی یادگار کے طور پر باقی چھوڑی ہے جس میں آگ و خون کی گرم بازاری، حریت کا سکون درہم برہم کرتی رہتی ہے۔

محبان وطن کے دلوں میں آزادی کی دیوی، اخوت و وحدت کی جس سج دھج کے ساتھ دھڑک رہی تھی وہ خواب پریشان کی طرح بکھر گئی، مادر ہند کے ٹکڑے ہو گئے، اس کے جانباز سپوت ان ٹکڑیوں کی صلیب پر لٹکا دئے گئے، قومی، مذہبی اور علاقائی نفرتوں اور عصبیتوں کا آتش فشاں پھٹ پڑا، صبح آزادی خوں بار بادلوں کی اوٹ سے نمودار ہوئی اور دیکھتے دیکھتے انسانی خونوں سے وطن کے مقدس سرزمین لالہ زار بن گئی۔

مسلم قوم جو متحدہ ہندوستان کی حقیقی وارث تھی اور اس کی آزادی و بازیابی کے لئے صدیوں سے دار و رسن کو آفریں کہتے آرہی تھی۔ سفید قوم کی شاطرانہ جال میں اس طرح پھنسی کہ نہ جینے کا مزا رہا اور نہ مرنے کا سکوں اس پرفریب جال کے ایک سرے پر پاکستان کا شیش محل دکھایا گیا جو ایسے دوآبے پر کھڑا کیا گیا تھا جس کا کوئی سنگم نہیں تھا۔ دوسرے سرے پر بھارت کی دیوی راج کر رہی ہے۔ جو اس شیش محل کے خراج میں صرف خون مسلم کے نذرانے سے خوش رہتی ہے۔

تعجب ہے مسلم زعماء و قائدین کی سیاسی بصیرت، قائدانہ صلاحیت اور وطن پرستانہ جذبۂ حریت پر کہ جس متحدہ ہندوستان پر اپنی آٹھ سو سالہ حکومت کے نقوش خالدہ چھوڑے ہیں اور دو سو سال تک اس کی ایک ایک انچ زمین آزاد کرانے کے لئے استعماریت کے گورے ہاتھوں کو اپنے مقدس خون سے سرخ کرتے رہے ہیں اس کی ایک چھوٹی سی دوآبہ ٹکڑی کو بھکاری کی طرح اپنی جھولی میں لیکر خوش خوش بدیسی آقاؤں کے در سے بدر ہو گئے اس فقیرانہ اور غیر دانشمندانہ قیادت نے وطنی عصبیت اور قومی غیرت کو سرد خانے میں ڈال کر اپنے آباؤ اجداد کی وسیع مملکت میں قومی و ملی خیانت کا ارتکاب کرنے کے ساتھ خون مسلم سے لکھی جانے والی تاریخ آزادی پر اپنے کفران نعمت اور قدر ناشناسی کی سیاہی پھیر دی ہے۔

بھیک کی جھولی میں ملا ہوا دوآبہ اس قیادت کی جغرافیہ دانی اور حدود مملکت کی مناسبتوں اور تقاضوں سے

AsliAhleSunnet.com

آگہی پر بھی ماتم گسار ہے، جس شکل کے دونوں بازوؤں میں کوئی حدِ اوسط ہی نہ ہو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا، کوئی منطقی ایسی شکل کا انتساب بھی اپنی طرف گوارا نہیں کرے گا چہ جائیکہ اس کو اپنا کارنامہ شمار کرے۔ یہ منفصل بازوؤں والی مملکت، پاکستان کے نام سے دنیا کے نقشے میں ابھری، علماء جغرافیہ اور دانشوران حدود مملکت کی نگاہیں ابھی اس کے خطوط و حدود اور مواقع و مقاطع کی قلمی لکیروں کا جائزہ لے ہی رہی تھیں کہ اس کا ایک بازو نسلی اور علاقائی عصبیت کے سیلاب میں بہ گیا اور اس کا غیر منطقیانہ مشرقی حصہ دنیا کے نقشے سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گیا۔

یہ سانحہ غیر متوقع نہیں تھا۔ پاکستان کی آفرینش سے پہلے اس کی تخطیط و تحدید کی خاکہ بندی ہی نے اس کے علم برداروں اور قائدوں کی سیاسی اور مملکتی قابلیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکتے ہوئے آگاہ کر دیا تھا ؎

نوائے گرد تو ہم شوکت دریاچہ میدانی — اسیر عذر لنگی وسعت صحراچہ میدانی

اسلامی اسٹیٹ کے قیام اور مسلم قوم کے تحفظ کی علم بردار قیادت میں اس کی اپنی اسلامی غیرت اور مسلمانی اخوت کا حال یہ رہا کہ بھارتی مسلمانوں کو آگ و خون کے سمندر میں ڈھکیل کر اپنی کامیابی کا جشن منایا۔

یہاں یہ تلخ حقیقت بھی فراموش نہیں کی جا سکتی کہ پاکستانی قیادت کی خشتِ اول قادیانیت، شیعیت اور بدمذہبیت وغیرہ کے بھٹے میں پکی ہوئی اور مغربی تعلیم و تربیت اور تہذیب کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، مذہبی تعلیمات اور اسلامی اقدار سے دور کا بھی رشتہ نہیں تھا، اسلام کی دہائی "کلمۃ حق ارید بہا الباطل" کی کامیاب تشریح تھی جو محض قیادت کی ڈوبتی ناؤ کو بچانے کا سہارا اور حصول اقتدار کا زینہ تھی۔

مورثِ اعلیٰ کا یہ پرفریب مجرب نسخہ جب ورثہ کے ہاتھوں میں آیا تو انھوں نے سب سے پہلے اس کو اپنے اسی مورث ہی پر آزمانا شروع کیا، قائداعظم کو مرض الموت کا دارو بلاتے بلاتے ٹھکانے لگایا، وزیر اعظم لیاقت علی خاں کو صدارتی اور گورنری ریوالور نے موت کا تلخ جام پینے پر مجبور کیا، پھر گردش ایام نے اقتدار کا پہیہ فوج کی آہنی بیڑیوں کی طرف گھمایا، صدارت، وزارت وغیرہ کی تمام بساط الٹ گئی، مارشل لا کی تیغ بے نیام ملک الموت بن کر سروں پر لہرانے لگی۔ فوجی مشین گنوں کی گھن گرج کے طویل لمحات میں مارشل لائی گن ٹوپ ایک سر سے اچھل کر دوسرے سر پر اپنی شان کبریائی کی داد وصول کرتا رہا، یہاں تک کہ سلطانی مارشل لا کی پھانس پاکستان کی حلق میں اس کے مقدر کا کھیل سمجھ لیا گیا۔

پاکستان کی چالیس سالہ مدت حیات میں خصوصاً چوتھے دہے میں ایسا موڑ آیا تھا کہ علماء اسلام

AsliAhleSunnet.com

اور اسلامی تنظیموں نے اگر ذرا بھی ایمانی جرأت اور خلوص عمل کا ثبوت دیا ہوتا اور اپنی باہمی رقابت اور گروہی عصبیت سے بلند ہو کر مارشل لائی قیادت کو اسلامی موقف کی صحیح سمت کی طرف موڑنے میں اپنی توانائی صرف کیا ہوتا تو اسلامی اسٹیٹ کا دیرینہ خواب شرمندۂ تعبیر ہونے کی منزل کے قریب پہونچ گیا ہوتا، لیکن گروہی و جماعتی منافرتوں اور ذاتی مفاد و اقتدار کی بوالہوسیوں کا دھارا اسلامی غیرت اور ایمانی آبرو کی تمام قدروں کے ساتھ ساتھ مردانہ قیادت و امارت کو بھی بہالے گیا۔ اس ذلت آمیز اور شرمناک سانحہ نے اسلام کی غیور گردن کو جھکا کر فتنۂ زن سے ہم آغوش کر دیا۔ مسلم اقتدار کی تاریخی روایت کا قلعہ ایک نازنین کے نازک ہاتھوں نے تسخیر کر لیا، ماسبق قیادت میں اقتدار کا آنا جانا صرف سانپ کا کینچل بدلنا تھا۔ لیکن اب مسند اقتدار ایک حسین ناگن کا سہاگ ہے جو اگر اجڑ بھی جائے تو بھی مسلم ریاست کی تاریخ سے یہ ناگن گزیدہ صفحہ خارج نہیں ہو سکتا۔

تیر کمان سے نکل جانے کے بعد عورت کی سربراہی پر فتوے بازی اور اس پر اسلامی تعلیمات و روایات کی یورش بالکل غیر دانشمندانہ اور بے محل عمل ہے جب ایک خاتون اپنی زلفوں سے سماجی اور سیاسی افق پر سیاہ چادریں تان رہی تھی تو دینی غیرت اور شرعی شعور کس سرد خانے میں منجمد تھا؟ جس وقت یورپی تہذیب کی تخلیق ایک بے حجاب حسینہ حالات کے آئینے میں اپنے حسن قاتل کا جائزہ لے رہی تھی تو شان رجولیت اور حس مردمی کہاں سوئی ہوئی تھی؟ وقت اس قافلہ کا ساتھی نہیں ہوتا جو منزل تک پہنچنے سے پہلے راستہ بھٹک جائے یا گرد راہ میں گم ہو جائے۔ جس ملک کے معاشرہ اور سماج میں مغربی سفور و کفور کو آئینی چھوٹ ہو اگر وہاں چراغ خانہ اپنے حصار سے نکل کر انجمن کی شمع فروزاں بن جائے تو پروانے اس کے گرد منڈلائیں گے، اس میں جلیں گے اور فضا میں تعفن پیدا ہوگا۔

حالیہ انتخابات کے نتیجے میں دینی حلقے اپنی روسیاہی کے ردعمل میں شرعی فتادے اور اسلامی روایات کی جو دھندلی روشنی دکھا رہے ہیں وہ ان کی بیداری اور وقت شناسی کی دلیل نہیں ہے بلکہ دیرینہ نیند کا خمار ہے جو کہہ رہا ہے کہ ع ہیں ہنوز خواب میں جو جاگے ہیں خواب سے۔

اسلام کے نام پر وجود میں آنے والا پاکستان اپنی زندگی کی اکتالیس بہاریں آمریت اور رنگ اسلام جمہوریت کی دھوپ چھاؤں میں پوری کر چکا مگر تاہنوز اس پر کبھی وہ لمحہ نہیں آیا جس میں دستور سلطانی اور اصول اقتدار کو اسلامی موقف سے آشنا کرنے کا تخیل بھی ابھرا ہو۔ کرسی اقتدار پر شخصی تسلط اور بدنام زمانہ جمہوریت

AsliAhleSunnet.com

کی سلطانی میں اسلام کی تعبیر ڈھونڈھنا اور جواز و عدم جواز کے دفتر کھولنا دنیا والوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی طفلانہ حرکت ہے۔ اسلام کا غیور مزاج نہ آمرانہ جاہ وجلال کا متحمل ہے اور نہ امارت و اقتدار کی تشکیل میں ناقصات العقل والدین اور عوام الناس کی شمولیت پسند کرتا ہے۔ وہ اپنے نام لیواؤں سے صالح نظام شورائی کا مطالبہ کرتا ہے جس کے اساطین، اہل علم وفضل، اصحاب بصیرت و دیانت اور قوم کے مخلص ہوں، یہی نظام شورائی جس مرد خدا کو زمام اقتدار سونپے گا وہی اقتدار کا اہل اور امیر المومنین ہوگا، اس کے ہاتھ میں فاروقی ڈنڈا ہوگا جو حدود اللہ کا اجراء کرے گا، عدل وانصاف اور اسلام ومسلمان کی بقا وتحفظ اور بالادستی کی راہیں ہموار کرے گا۔ جاگیرداری وزمین داری کی قہاریت اور مزارعوں و بے سہاروں کا استحصال اسی ڈنڈے کا انتظار کر رہا ہے، جب تک اسلامی جھنڈے کے نیچے اسلامی ڈنڈا نہیں ہوگا اسلام کے سوداگروں اور زلف گرہ گیر کے اسیروں کو ہوش نہیں آئیگا۔

چار کتاباں عرشاں آئیاں پانچواں آیا ڈنڈا

اگر پاکستان کی مٹی میں اسلام کی کچھ نمی ہے اور اس کے باسیوں کی زندگی میں مذہبی، ایمانی اور دینی غیرت وحمیت کی کوئی چنگاری ہے تو شیش محل کے خرابات میں جام و مینا اور طاؤس ورباب کی ہوشربائیوں اور بدہوشیوں سے جبت لگاکر شورائی نظام حکومت کی تحریک وتخلیق کیلئے یاران عشق کی داستان جام وسندان باختن کو زندہ کرنا ہوگا، اقتدار کے ہاتھوں میں درۂ فاروقی دینے کیلئے اپنے ہاتھوں کو شمشیر وسنان سنبھالنے کے لائق بنانا ہوگا۔ اسلام کی مقدس آبرو کو زندہ کرنے اور بے غیرت جمہوریت کے دست حنائی کا طلسم توڑنے کیلئے تیر وتفنگ سے آراستہ ہوکر جوہر مردانگی دکھانے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے ع کار حق گاہ بشمشیر وسناں نیز کنند

اسلام کے منہ پر یہ کتنا زبردست طمانچہ ہے کہ صدر ضیاء الحق کے شہید ہوتے ہی ان کی اسلامی پالیسیوں سے نجات پانے کی خوشیوں کا طوفانی سیلاب امنڈ پڑا، حالانکہ صدر شہید کا اسلامی موقف ابھی ابتدائے عشق کی منزل کے آگے نہیں بڑھا تھا، بلکہ اسلامی روایات واقدار کی طرف ایک پیش رفت تھی، مگر ذوق اباحیت پر اتنی گراں گذر رہی تھی کہ اقتدار کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی خوشی کے شادیانے بجنے لگے اور موج ومستی کے بازار گرم ہوگئے۔ انتخابات کے بعد سربراہ خاتون کی نگہ التفات نے قوانین عدلیہ وانتظامیہ کی دھجیاں اڑاتے ہوئے قاتلوں، چوروں، رہزنوں اور تمام پیشہ ور مجرموں کو جیل کی کال کوٹھڑیوں سے نکال کر آزادی وبے باکی کی بہشت میں آباد وشاد کر دیا۔

اسلام کے ساتھ یہ مجرمانہ اور مضحکانہ سلوک تمام عالم اسلامی اور دنیائے انسانیت وشرافت کے لئے کھلا ہوا

AsliAhleSunnet.com

چیلنج ہے۔ وزارت کی کرسی پر بے پردہ خاتون کا تسلط ایمان سوزی اور اسلامی عفت کی غارت گری کا منہ بولتا ثبوت ہیں، اس شرمناک سانحہ نے پچھلے تمام المیوں کا ریکارڈ توڑ کر اس بات کا ثبوت فراہم کیا ہے کہ پاکستان کا وجود آفریں اسلامی نعرہ بھی اب بے ضرورت اور قابل نفرت شئے ہے۔ موجودہ پاکستان اپنی اباحیت و مطلق العنانی کے فروغ میں ماضی کے زبانی اسلام اور دینی خول کا بھی اب محتاج نہیں رہا۔

جو مملکت ہر طرح کی محرومیوں اور شرمناک ناکامیوں کا سامان عبرت ہو اور تن ہمہ داغ داغ شد کا المناک منظر پیش کر رہی ہو اس کی کن کن محرومیوں اور اذیتوں پر آنسو بہایا جائے۔ صحت مند قیادت ہے نہ مدبرانہ سیاست، آبرومندانہ اصول فرمانروائی ہے نہ پائیدار دستور حکومت، اسلامی اخوت ہے نہ خون مسلم کی حرمت، احترام انسانیت ہے نہ انصاف و مساوات، مہاجر کی وطنیت ہے کہ جانی و مالی حفاظت، صالح معاشرہ ہے نہ پاکیزہ سماج، شائستہ تہذیب ہے نہ معیاری تمدن، افلاس و غربت کی غمگساری ہے نہ جاگیرداری کی حد بندی، قومی تشخص ہے نہ غیر شناسی کا وجدان، اخلاقی اقدار ہیں نہ اسلامی کردار ہے

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام حسرتناکیوں اور زبوں حالیوں کی تصویر صرف ایک جملے میں کھینچی تھی، انھوں نے آزاد کانفرنس لکھنؤ ۱۹۴۷ء میں تقریر کرتے ہوئے پاکستان کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کچھ اس طرح فرمایا تھا "پاکستان اپنا ہی ایک بازو ہے اس کو سنبھالنے کے لئے اچھے لوگوں کی ضرورت ہے، اس کو پوری ہونا چاہئے"

اس اندھیر نگری کے مقابلے میں بھارت کے چالیس سالہ لیل و نہار کا روشن توازن دیکھو، صبح آزادی سے آج تک پرشکوہ جمہوریت کی پائدار سلطانی چٹان کی طرح جامد و ثابت ہے، گردش دوراں کے جھٹکے اس کے سر سے گذرتے رہے مگر اس کے تسلسل کی کوئی کڑی کبھی ٹوٹی نہیں۔ اسی تاریخی جمہوریت کی شام و سحر میں اسلام کا نام بلند کرنے والے بندگانِ خدا پاکستان کی عظمت و شان کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں۔ اس کی عزت و وقار کو اپنی عزت و وقار کا مسئلہ بنائے ہوئے ہیں، اس کے تخلیق کردہ دو قومی نظریے کے تیر نیم کش کا شکار ہو رہے ہیں، پاکستان میں اسلام اور مہاجرین کی ذلت و بربادی کا اور بھارت میں اقلیت کشی کا دوگونہ عذاب جھیل رہے ہیں، پاکستانی بھائیوں کے لئے اپنے استحصال کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں، پھر بھی ان کی رگوں میں اسلامی غیرت اور دینی و ملی حمیت کے صالح خون کی گردش کسی موڑ پر رکتی نہیں ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے مذہب، اپنی روایات، اپنے ملی شعائر و حرمات کے تحفظ سے غفلت کی نیند نہیں

AsliAhleSunnet.com

سوئے ہیں۔ ان کی راتیں کانٹوں پر بسر ہوتی ہیں۔ ان کے دن بقائے تشخص کی آزمائش میں گذرتے ہیں۔ قدم قدم آفات و بلیات کا استقبال کرتے ہوئے جادۂ حق پر سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ایمان کے رہزنوں اور اسلام کے سوداگروں کا کوئی ہتھیار ان کی ایمانی استقامت کو متزلزل نہیں کرتا، مخلص محب وطن کی طرح برصغیر کے ذرّے ذرّے سے پیمان محبت اور عہدِ وفا باندھے ہوئے کفر کی تاریک وادیوں میں ایمان کی شمع فروزاں کے اجالے پھیلا رہے ہیں، ان کی حق بیں نگاہیں ضنم خانوں کی تیرہ و تار فضاؤں میں اسلام کی جھلک اور ایمان کا پرتو دیکھ رہی ہیں۔ ان کے دامن ایمان میں عقیدہ و عمل کی صداقتوں اور ملت و قومیت کی روایتوں و قدروں کا تاریخی خزانہ ہے۔ وہ گلشن پاکستان کے گل چینوں کی طرح اسلام کی نقاب اوڑھ کر اسلام کے در و دیوار میں نقب نہیں لگاتے بلکہ رنگ و نسل اور قوم و مذہب کی بوقلمونیوں میں ایمان آفرینی، حق پرستی، خود اعتمادی اور خود شناسی کے کرشمے دکھا رہے ہیں۔

بھارت کی ایمانی غیرت اس کو للکار رہی ہے کہ نام نہاد گلشنِ اسلام کے عندلیبوں سے پوچھے کہ اسلامی نغموں کی جھنکار کس موسمِ بہار کا انتظار کر رہی ہے؟ ان کی خوشنوائیاں اسلام کے کس شہر خموشاں کو جگا رہی ہیں؟ نرگس شہلا کب تک اپنی بے نوری پر روتی رہے گی؟ الیس منکم رجلٌ رشیدٌ؟ برصغیر ہماری میراث اور ہمارا متحدہ وجود ہے اس کے لخت جگر پر کلنک اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ بیوفائی اور رسوائی کی داستان دہرائی جاتی رہے گی؛ خارجی ملکوں میں ہم گدایان اسلام پر پاکستان کی بالادستی کا نیر کب تک چلتا رہے گا؛ کس سارٹیفکیٹ کی بنیاد پر ہمارا داخلی اور خارجی عرصۂ حیات تنگ کیا جاتا رہے گا؛ عیش کدۂ پاکستان کے در و بام ہمارے خون اور ہمارے مال کی کتنی قربانیوں کے آراستہ ہوتے رہیں گے ؛ فهل انتم منتهون ؟

ماضی و حال کی ساری شہادتیں چیخ رہی ہیں کہ اس سیہ شبی کی کوئی سحر نہیں ہے، اس لئے اسلام کے نام پر ہمارے وطن کا مغصوبہ حصہ ہمیں واپس کیا جائے، وہ ہماری امانت ہے، ہم اس کے حقیقی وارث ہیں، اس پر امراد اشرار کے تابعداروں اور ناقصات العقل والدین کے غلاموں کا کوئی حق نہیں ہے، ان کی بے غیرتی و بے ضمیری نے ان کو اس منزل پر پہنچا دیا ہے کہ ان کا وجود زمین کے اوپر محض ایک بوجھ ہے، اس کو جلد از جلد زمین کے اندر دفن ہونا ہی بہتر ہے، ہمارے سب سے بڑے حکم نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان وحی ترجمان سے چودہ سو سال پہلے ہی فیصلہ فرما گئے ہیں۔ بطن الارض خیر لکم مِن ظهرها۔

AsliAhleSunnet.com

اسلام کی صداقت اور اسکی انقلابی طاقت

از مولانا عبدالرؤف صاحب جھنڈانگری

بانی اسلام حامل قرآن رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین عرب میں پیدا ہوئے اور آپ کے ذریعہ اسلامی تعلیمات کا عرب میں ظہور ہوا، اس وقت اسلامی تحریک نے کس طرح انسانی ذہن کی تربیت کی اور ان میں کس طرح انقلاب پیدا کیا، اس کو سمجھنے کے لئے آپ یہ دیکھئے کہ ملک عرب میں اس وقت کیا کیا بگاڑ و فساد موجود تھا۔ اسلام نے ان خرابیوں کو کس کس طرح سے دور کیا۔

جب انسانی فطرت کا غور سے مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انسان مختلف قوتوں کا پیکر ہے اور ان میں تین قوتیں جو ہر حیات کا درجہ رکھتی ہیں یہ قوتیں اگر بگڑ جائیں تو انسانی معاشرہ تباہی کے غار میں پہونچ سکتا ہے اور یہ قوت اگر اعتدال پر رہے تو انسانیت اجاگر ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہ تینوں قوتیں یہ ہیں:۔

۱ قوت بہیمیہ ۲ قوت سیاسیہ ۳ قوت ملکوتیہ۔

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو اس وقت یہ تینوں قوتیں یکسر بگڑ چکی تھیں۔

قوت بہیمیہ

اس کی دو قسمیں ہیں (۱) بقاء نوع (۲) بقاء شخص

جس سے نسل انسانی قائم ہو یہ بقاء نوع ہے اور جس سے کسی خاص فرد کی بقاء ہو یہ بقاء شخص ہے۔ دونوں قسموں میں افراط و تفریط پیدا ہو گئی تھی۔

بقاء نوع میں افراط اس طرح آیا کہ شہوت رانوں اور بوالہوسوں نے ماں اور بہنوں کے ساتھ بھی یہ سلوک روا رکھا اپنی بیٹیوں کے ساتھ بھی شادی رچائی اور اس مقدس رشتہ کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر اس کی حرمت تقدس کو غلیظ بنا دیا جیسا کہ بہرام چوبیں جو چھٹی صدی عیسوی میں ایران کا حکمراں تھا اپنی بہن سے اپنا ازدواجی تعلق رکھا

AsliAhleSunnet.com

اور یزدگرد دوم جس نے کہ پانچویں صدی کے وسط میں حکومت کی ہے اس نے اپنی لڑکی کو زوجیت میں رکھا پھر اسے قتل کردیا۔

اور بقاء نوع میں تفریط اس طرح آئی کہ لوگوں نے آلۂ تناسل کو قطع کرڈالا اور کمر میں رسی لپیٹ کر جوگی، سنیاسی و بن باسی ہوگئے اور اس طرح زندگی سے راہ فرار اختیار کرکے زندگی کا حق ختم کرڈالا۔

بقاء شخص میں افراط اس طرح آیا کہ دن بھر سینکڑوں بار شراب نوشی کا دور چلتا پھر بھی آسودہ نہ ہوتے اور اپنی صحت اپنے ہاتھوں غارت کرتے رہتے اور ام الخبائث برائی میں لت پت رہتے۔ جوا اس کثرت سے کھیلا جاتا کہ گھر بار حتیٰ کہ عورت تک کو داؤں پر لگادیتے اس طرح اپنی اقتصادی پوزیشن پر اپنے ہاتھوں کلہاڑا چلا رہے تھے مولانا حالی مرحوم نے اس روش کا کیا نقشہ کھینچا ہے۔

جوا ان کے دن رات کی دل لگی تھی ‌‌ شراب ان کی گھٹی میں گویا پڑی تھی

تفریط اس طرح آئی کہ تمام حلال وطیبات اور مرغوبات اشیاء کا ترک ہوگیا اور لوگ جنگلوں میں گذر اوقات کرنے لگے اور گھاس پات کھانے لگے۔ سادھو، سنیاسی اور تارک الدنیا ہوگئے اور اس طرح زندگی کی آسائشوں سے محروم رہ کر خدا کی نعمتوں کی ناقدری کرنے لگے بالفاظ دیگر کفران نعمت کے مرتکب ہو بیٹھے۔

قوت سیاسیہ یہ قوت بھی دو حصوں میں بٹ گئی تھی۔

افراط اس میں اس طرح آیا کہ معمولی معمولی باتوں پر جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے اور صدہا قبیلے اس شعلے کی لپیٹ میں آجاتے اور نسلاً بعد نسل صدیوں سر پھٹول و خانہ جنگی کا سلسلہ جاری رہتا اس سیاسی انتشار اور انار کی کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب اپنی متحدہ قوت سے محروم ہو بیٹھے اور ان کی دفاعی طاقت کمزور سے کمزور تر ہوگئی۔ مولانا حالی مرحوم نے ان کی جنگ جوئی اور خانہ جنگی کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی ‌‌ صدی جس میں آدھی انھوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جس نے صفائی ‌‌ تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہاں
کرشمہ فقط ایک جہالت کا تھا وہاں

تفریط اس طرح آئی کہ یہ تعلیم رواج پانے لگی کہ مطلق مقابلہ نہ کرو اگر کوئی داہنے گال پر طمانچہ مارے تو

AsliAhleSunnet.com

بایاں گال بھی پیش کردو، اگر کوئی کرتا اتارے تو پاجامہ بھی ہبہ کردو۔ اگر کوئی ایک کوس بیگار لے جائے تو دو کوس چلے جاؤ۔ اس سے بھی صاف اور واضح ہدایت لوقا میں یہ موجود ہے کہ اگر ایک شہر کو لے لیں تو اسے چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ۔

اس تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ مقابلہ کی سکت ختم ہوگئی اور ایک فریق ظلم کی چکی میں پسنے لگا مگر یہ تعلیم ناقابل قبول تھی، خود عیسائی ممالک نے بھی اس پر عمل نہیں کیا عیسائی بادشاہوں کی تمام لڑائیاں اور صلیبی جنگیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ انھوں نے بھی اسے قابل قبول نہیں سمجھا۔

الغرض یہ تفریط تھی اور یہ تعلیم اس وقت بھی غلط تھی اور آج بھی زمانہ بتلا رہا ہے کہ غلط ہے۔ اسلام نے درمیانی (اعتدال) راہ کھولی اور زندگی کو اعتدال و توانائی عطا کی اور یہ حکیمانہ درس دیا کہ:

جزاء سیئۃٍ سیئۃ بمثلها فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ (شوریٰ)

یعنی ایک برائی کا بدلہ اس کی ایک مانند ایک برائی ہے جس نے معاف کر دیا اور صلح و مصالحت کی تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ خدا اسے ضرور اجر سے نوازے گا........ سچ ہے۔

اگر مرد احسن الیٰ من اساء بدی را بدی سہل باشد جزا

ایک واقعہ | خلیفہ ہارون رشید کے پاس اس کا بیٹا روتا ہوا آیا کہ فلاں سپاہی کے بیٹے نے مجھے ماں کی گالی دی ہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے درباریوں سے پوچھا کہ ایسے لڑکے کو کونسی سزا ملنی چاہئے؟ کسی نے کہا اس کو قتل کر دیا جائے۔ کسی نے کہا اس کو ملک بدر کر دیا جائے۔ اس پر خلیفہ ہارون رشید نے کہا بیٹے تم نے سنا جو کچھ ... درباریوں نے کہا۔ لیکن قرآن کا حکم یہ ہے کہ ایک برائی کا بدلہ ایک برائی ہے لیکن اگر معاف کر دیا جائے تو اور بہتر ہے اور اگر ایک گالی کے بجائے دو گالی دوگے تو زیادتی اور ظلم تمہاری طرف سے ثابت ہوگا اس لئے میری رائے ہے کہ اول تو معاف کردو اور اگر یہ حوصلہ نہیں ہے تو گالی کے بدلہ میں گالی تم بھی دیدو اور زیادتی نہ کرو۔

قوت ملکوتیہ | یہ وہ قوت ہے جس سے خداشناسی حاصل ہوتی ہے۔ یہ طاقت بھی دو حصوں میں بٹ گئی اور اس میں بھی افراط و تفریط پیدا ہوگئی۔

افراط یہ آیا کہ انسان نے ہزاروں خدا بنا ڈالے۔ سینکڑوں بتوں مورتیوں کو دیوتا اور خدا قرار دیے اور اسلام کی دولت توحید پر کہنے لگے اجعل الالھۃ الٰہا واحدا ان ھذا لشیٔ عجاب۔ یعنی وہ کہتے تھے کہ یہ تو عجیب

AsliAhleSunnet.com

بات ہے کہ کئی خدا نہیں ہیں بس صرف ایک خدا ہے حالانکہ عجیب بات تو یہ تھی کہ کئی خداؤں کے سامنے انسان کا سر جھکے اور کئی ایک در پہ جبہہ سائی کرتا پھرے اقبال مرحوم نے کیا خوب لکھا ہے

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدہ سے ملتی ہے آدمی کو نجات

بابا کبیر داس نے انسان کی اس کج فکری و بے عقلی پر ماتم کرتے ہوئے ایک طنزیہ شعر کہا تھا جسے پڑھ کر آج بھی فکر جگمگا اٹھتی ہے۔

دنیا ایسی باؤلی کہ پتھر پوجن جائے
گھر کی چکی کوئی نہ پوجے جس کا پیسا کھائے

حالانکہ نظام عالم کے لئے کئی خداؤں کا وجود عقلاً و نقلاً ہر اعتبار سے باطل ہے۔

تفریط اس میں اس طرح آئی کہ کوئی خدا نہیں۔ کوئی رب نہیں۔ دہریت کا دور دورہ تھا ایک ذرا سی سوئی ایک گز ناگا خود بخود وجود میں نہیں آسکتا۔ یہ میز و کرسی بھی آپ سے آپ پیدا نہیں ہوئی۔ تو یہ آسمان، یہ زمین یہ چاند یہ سورج یہ سیارے یہ ستارے اور یہ کھربوں واربوں کہکشائیں آپ سے آپ کیسے پیدا ہو جائیں گی یہ کیسی بے عقلی کی باتیں یہ لوگ کرتے ہیں۔ یہ چاند جو دو لاکھ تیس ہزار میل کی بلندی پر ہے اسے کس نے بنایا؟ اور اتنی بلندی پر کیسے معلق کر دیا۔ اور یہ سورج ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل کی بلندی پر لٹکا ہوا ہے علہ اس طرح اچھال کر پھینک دیا کہ بس وہ وہیں رہ گیا، نہ اس سے اوپر جا سکتا ہے اور نہ نیچے آسکتا ہے۔ قصہ مختصر جب کوئی چیز اپنے آپ سے پیدا نہیں ہوئی تو یہ چاند و سورج و کہکشائیں آپ سے آپ یہ سب کیسے پیدا ہو جائیں گے ضرور ان کا کوئی خالق ہے وہ صرف خداوند کریم و رب قدیر ہے کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہیچ چیزے خود بخود نہ شد
ہیچ آہن خود بخود آہن نہ شد

الغرض اہل عرب ان ساری قوتوں میں جو بگاڑ پیدا ہو گیا تھا ان میں اصلاح و انقلاب پیدا کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ تشریف لائے فسادات کی گہری بنا ضمی کرتے ہوئے ہر مرض کی دوا تجویز کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت دی اور ایسا انقلاب پیدا کیا کہ عرب جیسی جنگجو قوم کو اخلاق حسنہ کا پیکر اور خیر الامم کے لقب کا حقدار بنا دیا کسی نے کیا خوب لکھا ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہم نے

علہ اسے کس کارخانہ میں ڈھالا گیا اور پھر اسے کس نے اتنی بلندی پر

AsliAhleSunnet.com

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

انقلاب احوال

اسلامی تعلیمات وارشادات خداوندی کے ذریعہ آپ نے ایسا بہترین انقلاب فرمایا کہ انسان تو انسان فرشتے بھی قربان ہو جائیں حضور کی اصلاح وتربیت اور اسلامی تعلیمات کا یہ اثر ہوا کہ رانڈوں اور بیواؤں کا مال اڑانا جن کا شیوہ تھا وہ یتیموں کے غمخوار وہمدرد بن گئے اور جو بتوں کے پجاری تھے وہ توحید کے واعظ بن گئے۔ جو کسی قانون کا احترام کرنا جانتے نہیں تھے وہ قوانین الٰہیہ کا سخت احترام و اہتمام کرنے لگے جو صنف نازک پر ظلم ڈھاتے تھے اور ان کی عزت وآبرو سے کھیلتے تھے وہ رحمدل اور ان کے محافظ بن گئے۔ اسلام سے پہلے وہ بالکل درندے اور وحشی تھے تمام بدیوں میں ملوث تھے۔ حالی مرحوم نے کیا خوب لکھا ہے۔

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا انکا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل وغارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

قوانین الٰہیہ کے احترام کے چند واقعات

(۱) ایک بار ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ سے زنا کا صدور ہو گیا تو حضور کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو کر عرض کیا طَهِّرْنِي يَا رَسُولَ اللهِ یعنی اے اللہ کے رسول مجھکو پاک کیجئے آپ نے ارشاد فرمایا ویلک ارجع فاستغفر اللہ وتب الیہ تجھ پر افسوس ہے تو واپس جا اور اللہ سے مغفرت طلب کر۔ یہ لوٹ گئے مگر پھر پلٹ آئے پھر وہی عرض کرنے لگے۔ رسول خدا کی جانب سے وہی جواب ملتا رہا اس طرح چار بار آتے جاتے رہے آخر میں حضور نے پوچھا فیما اطہرک میں تم کو کس چیز سے پاک کروں۔ کہا زنا سے۔ اس پر حضور نے فرمایا لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ صرف شاید بوس وکنار اور لمس کیا ہوگا ونظر کہا نہیں یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ حضور نے فرمایا جنون تو نہیں ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ نہیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو شراب تو نہیں پی لی ہے کہ ہوش وحواس صحیح نہیں ہیں۔ ایک شخص نے منہ سونگھ کر بتایا شراب نہیں پی ہے۔ پھر پوچھا واقعی تم نے زنا کا ارتکاب کیا ہے تو کہا واقعۃً میں نے زنا کیا ہے۔ تب حضور نے حد جاری کرنے کا حکم فرمایا اور وہ سنگسار کر دیئے گئے۔ (صحیح مسلم شریف)

اس طرح کے دوسرے واقعات بھی اس بات کے شاہد ہیں کہ قوانین الٰہیہ کا احترام کرتے ہوئے کس طرح انہوں نے اپنے آپ کو حدود اللہ کے لئے پیش کر دیا اور یہ اثر تھا اسلام کے انقلابی تعلیم وتزکیہ کا۔ ارشاد باری ہے۔

AsliAhleSunnet.com

وحبب الیکم الایمان وزینہٗ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان

(الحجرات)

حکایت غامدیہ عہد رسالت میں ایک عورت زنا کی مرتکب ہو گئی احادیث میں اس کو امرأۃ غامدیہ سے یاد کیا گیا ہے زنا کے بعد ہی عورت خود سے حاضر ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو سنگسار کرنے سے تیرے پیٹ کا بچہ ضائع ہو جائے گا اس لئے وضع حمل کے بعد آؤ نہ تو کوئی ضمانت ہوئی نہ مچلکہ لکھا گیا نہ سمن اور وارنٹ گرفتاری جاری کیا گیا۔ وضع حمل کے بعد وہ از خود حاضر ہوئیں آپ نے فرمایا ابھی بچہ دودھ پیتا ہے جب روٹی کھانے لگ جائے تب آنا۔ دو سال ایام رضاعت بھی گذر گئے تو پھر حاضر خدمت ہوئیں۔ اس بار بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا حضور نے فرمایا اس کی پرورش کا ذمہ دار کون ہوگا، جب ایک صحابی ذمہ دار ہو گئے تب وہ سنگسار کی گئیں۔ ان پر حد شرعی جاری ہوئی۔ (صحیح مسلم)

یہ تھا جرم کا احساس اور قانون الٰہی کا احترام۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دے کر انقلاب برپا کر دیا تھا خشیت الٰہی آپ کے متبعین کے قلوب میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

ایسے ہی قبیلہ جہنیہ کی ایک عورت کا واقعہ مسلم شریف میں بایں الفاظ مذکور ہے

ان امرأۃ من جھینۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھی حبلی من الزنا فقالت یا رسول اللہ اصبت حدا فاقمہ علی فدعا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیھا فقال احسن الیھا فاذا وضعت فائتنی بھا ففعل فامر بھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشدت علیھا ثیابھا ثم امر بھا فرجمت ثم صلی علیھا (مسلم شریف)

یعنی قبیلہ جہنیہ کی ایک عورت جس کا حمل زنا سے تھا رسول اکرم صلی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ اے رسول خدا میں حد کو پہونچ گئی ہوں میرے اوپر جاری فرمایئے تو آپ نے اس کے ولی کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کر دلے جاؤ جب بچہ جن دے تب لانا چنانچہ اس کے ولی نے ایسا ہی کیا۔ وضع حمل کے بعد اسے لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس کے کپڑے باندھ دیئے گئے تاکہ بے ستری نہ ہونے پائے پھر اسے سنگسار کر دیا گیا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

AsliAhleSunnet.com

احترام قانون اور اقرار جرم کا ایک اور واقعہ

حضرت علی کے دور خلافت میں کوفہ میں ایک بدوی نے ایک مسافر کو قتل کر ڈالا اور فرار ہو گیا اسی جنگل میں ایک قصاب گائے ذبح کر رہا تھا پولیس نے خون دیکھا اور قصاب کے ہاتھ میں چھری دیکھی تو قتل کے جرم میں قصاب کو گرفتار کر لیا۔ اور نوبت سولی ویھانسی تک پہونچی۔ عین پھانسی کے دن وہ بدوی حاضر ہوا اور اس نے اپنے جرم کا اقبال و اعتراف کر لیا۔

(اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ ر ح)

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ اسلامی تعلیمات میں انقلاب احوال کی کتنی زبردست طاقت تھی اور لوگوں میں قانون الٰہی کے احترام کا کس قدر عظیم جذبہ تھا۔

اسلام ان حقائق و صداقتوں کا نام ہے جن میں تغیر و تبدل کا امکان نہیں ہے

آج کل روشن خیال۔ جدید تعلیم یافتہ اور مغرب زدہ حضرات قرآن و حدیث کی اسلامی تعلیمات کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ موجودہ زمانہ زمانہ رسالت سے آگے بڑھ چکا ہے دنیا اب کافی ترقی کر چکی ہے سائنٹفک دور ہے۔ نئے حالات کے تحت نئی تعلیمات کی ضرورت ہے وہ کہتے ہیں کہ اسلام جو صدیوں کا پرانا ہو چکا ہے اب جدید تقاضوں اور نئے حالات کے تحت اسلامی تعلیمات کو بھی کچھ بدلنا چاہئے۔ اس کے پرسنل لا میں کچھ ترمیم ہونی چاہئے۔ وہ کہتے ہیں کہ پرانی عمارت گرا کر نئی عمارت بنائی جاتی ہے۔ قوانین بدل کر نئے قوانین بنائے جاتے ہیں۔ تعزیرات و قوانین ملک وغیرہ بدلتے رہتے ہیں مگر اسلام کو کیا ہو گیا کہ وہی پرانے مسائل وہاں دہرائے جاتے ہیں جو دنیاوی ترقی میں مزاحم ہو رہے ہیں۔ اکبر الہ آبادی نے ایسے لوگوں کی ترجمانی میں طنزاً کہا ہے۔

ہر ایک چیز میں ان کے دیں کے اڑنگے ہر ایک بات میں ان کے مذہب کے پچڑ
یہ دنیا میں رہنے کے لچھن نہیں ہیں اٹھاؤ چلو تہ کرو اپنا بستر

ایسے دوستوں اور بھائیوں سے صرف یہ کہنا ہے کہ اسلام ابدی صداقتوں اور ازلی حقیقتوں کا نام ہے۔ حقیقت و صداقت بدلا نہیں کرتی اور یہ قاعدہ کلیہ غلط ہے کہ قدیم اس لئے قابل ترک ہے کہ وہ قدیم ہے اور جدید اس لئے قابل اخذ ہے کہ وہ جدید ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سچ ہمیشہ سچ رہے گا اور جھوٹ ہمیشہ جھوٹ۔ زمانہ خواہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کرے نیکی ہمیشہ نیکی کہلائے گی اور بدی ہمیشہ بدی کہلائے گی۔ بلاوجہ کسی کو طمانچہ

AsliAhleSunnet.com

رسید کرنا ہمیشہ ظلم کہا جائے گا اور کسی ڈوبتے کو بچالینا نیکی کہلائے گی۔ اس قسم کی حقیقتیں اور صداقتیں ہمیشہ یکساں رہیں گی ان میں تبدیلی غیر ممکن ہے۔

قوانین الٰہیہ کی دو قسمیں ہیں۔ تکوینی و تشریعی۔ ان دونوں میں بھی کبھی رد و بدل کی ضرورت نہیں لاحق ہوگی۔ مثلاً دیکھئے پرانا قاعدہ ہے کہ آفتاب ہمیشہ مشرق سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور پچھم میں غروب ہوتا ہے۔ آگ ہمیشہ جلانے کا کام کرتی ہے اب بھی جلائے گی۔

اسی طرح تشریعی امور بھی ناقابل تبدل ہیں کسی زمانہ میں ان کے اندر رد و بدل کی ضرورت نہیں دوسرے تمام ناقص تعلیمات۔ غیر الہامی تصنیفات، غلط افکار و نظریات بدل دیے سکتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی ہمہ گیری خوبیاں ہمیشہ اچھی ہی رہیں گی۔ حق حق رہے گا اور باطل باطل۔

تغیر زمانہ۔ ان میں تغیر و تبدل نہیں کیا جا سکتا مولانا ظفر نے کیا خوب لکھا ہے۔

چل دیئے بطرس گم ہوئے مرقس مرگئے متی مٹ گئے لوقا

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

اصل یہ ہے کہ انسان کا کلام بدلا جا سکتا ہے۔ انسان کے کام ترمیم طلب ہو سکتے ہیں۔ اس کے بنائے ہوئے قوانین و احکام بدلے جا سکتے ہیں نقص کا پایا جانا ممکن ہے مگر اللہ کا کلام اور اس کے احکام و قوانین میں کوئی نقص نہیں ان میں تبدیلی ناممکن ہے۔ اللہ کی ذات پاک اور حکیم و علیم ہے اس لئے اس کے احکام بھی غلطیوں سے پاک اور مبنی بر حکمت ہیں ان میں تغیر و تبدل سراسر غلط اور ظلم ہوگا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

AsliAhleSunnet.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ

حیات اور کارنامے

تحریر: ڈاکٹر عبدالرحمن عبدالجبار الفریوائی (استاذ حدیث جامعہ سلفیہ بنارس)

ترجمہ: ابن حسین ارشد نعمانی

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کی سیرت وحیات اور علمی واصلاحی کارناموں کے تعارف پر اب تک جو کام ہوا ہے وہ بہت وقیع ہے، اور مسلسل اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے جو صحیح اسلامی ثقافت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے نیک فال ہے۔ جامعہ سلفیہ میں گذشتہ سال اس موضوع پر ایک علمی سمینار اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، انھیں علمی خدمات میں ڈاکٹر عبدالرحمن عبدالجبار الفریوائی کا پی ایچ ڈی کا رسالہ ہے جس پر موصوف کو مدینہ یونیورسٹی سے جمادی الآخرہ ۱۴۰۱ھ میں ڈگری عطا کی گئی۔ رسالہ کا اصل موضوع تو "ابن تیمیہ اور علم حدیث" ہے لیکن موصوف نے پہلے باب میں شیخ الاسلام کی سیرت و حیات کے ان گوشوں پر قلم اٹھایا ہے جن کا تعلق حدیث وعلوم حدیث سے ہے، ان مباحث کی افادیت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ اب تک اس موضوع پر جو کام ہوا ہے اور جس کا ایک جائزہ موصوف نے اس باب کی آٹھویں فصل میں لیا ہے اس میں موصوف کا یہ مقالہ اور اس کے باب اول کی مشتملات پر اس سے پہلے کوئی کام نہیں ہوا تھا۔ اس افادیت واہمیت کے پیش نظر اس کتاب کے پہلے باب کی یہ فصول جامعہ سلفیہ کے عربی مجلہ "صوت الجامعہ" میں شائع ہو رہی ہیں۔ نیز مستقل کتاب بھی مزید مباحث کے اضافہ کے ساتھ جامعہ ہی سے منظر عام پر آرہی ہے۔ قارئین محدث کی ضیافت طبع کے لئے ہم اس کو اردو میں منتقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ واللہ ولی التوفیق

(ادارہ)

نام ونسب: امام ربانی، امام الائمہ، مفتی الامۃ، بحر العلوم، سید الحفاظ، شہسوار معانی والفاظ،

AsliAhleSunnet.com

یگانۂ روزگار، یکتائے زمانہ، شیخ الاسلام، علامۂ زماں، ترجمان القرآن، تاجدار زہاد، قامع مبتدعین شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا پورا نام و نسب اسطرح ہے۔ تقی الدین ابو العباس احمد بن شیخ امام علامہ شہاب الدین ابو المحاسن عبد الحلیم بن شیخ امام علامہ مجد الدین ابو البرکات عبد السلام بن ابو محمد عبد اللہ بن ابو القاسم خضر بن محمد بن خضر بن علی بن عبد اللہ بن تیمیہ حرانی نزیل دمشق۔ [۵]

ولادت اور نشو و نما

شیخ الاسلام ابن تیمیہ روز دوشنبہ بتاریخ ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ کو شہر حران میں پیدا ہوئے۔ اہل حران نے جب وہاں سے دمشق ہجرت کی تو آپ کے والد نے بھی اپنے خاندان کے ساتھ ۶۶۷ھ میں عباسی قلمرو کے ان خطوں پر تاتاریوں کے غلبہ کے وقت دمشق ہجرت فرمائی۔

کمسنی میں حصول علم

بلاد اسلامیہ میں دستور تھا کہ سماع حدیث کے لئے اہل علم کی جو مجالس منعقد ہوتی تھیں ان میں چھوٹے بچوں کو بھی شریک کیا جاتا تھا۔ غرض یہ ہوتی تھی کہ انھیں علم کی رغبت و محبت ہو، برکت حاصل ہو۔ اور حدیث کی سند عالی ہو جائے۔ شیخ الاسلام نے نہایت کمسنی میں حصول علم کی ابتداء کی۔ انھیں اس کے لئے اس بات سے تعاون حاصل ہوا کہ وہ حران اور دمشق میں معروف ایک علمی اور دینی خاندان کے فرد تھے۔ اور دمشق کا شہر بذات خود ۶۵۶ھ میں خلافت عباسیہ کے پایۂ تخت بغداد کے سقوط اور اس پر

---

[۵] ابن عبد الهادی: العقود الدریہ ص ۲ - البرزانی نے بھی اپنی تاریخ میں شیخ الاسلام کا نسب اسی طرح ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ۱۴/ ۱۱۶ میں نقل کیا ہے۔

ابن تیمیہ نام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ شیخ الاسلام کے دادا محمد بن خضر تیماء کے راستہ سے حج کے لئے نکلے۔ وہاں انھوں نے ایک بچی کو دیکھا۔ جب لوٹے تو دیکھا کہ ان کی اہلیہ کے یہاں ایک بچی کی ولادت ہوئی ہے تو فرمایا:

اے تیمیہ اے تیمیہ۔ چنانچہ یہی ان کا لقب پڑ گیا۔

ابن النجار کے بیان کے مطابق ابن النجار کہتے ہیں۔ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ شیخ الاسلام کے دادا محمد کی والدہ کا نام تیمیہ تھا، یہ بڑی واعظہ تھیں۔ انھیں کی طرف وہ منسوب ہو کر اس نسبت سے معروف ہوئے

(العقود الدریۃ ص ۲)

AsliAhleSunnet.com

تاتاریوں کے غلبہ کے بعد عظیم ترین اسلامی مراکز میں شمار کیا جاتا تھا۔

حران سے آنے کے بعد اپنے بھائیوں کے ساتھ ان کا اولین سماع حدیث شیخ ابن عبدالدائم سے ہوا، آپ نے ۶۶۷ھ میں ان سے "جزء الحسن بن عرفہ" کا سماع کیا۔

شب روز اپنے شیوخ سے تمام علوم وفنون میں اخذ و سماع میں مصروف ہوگئے (ان شیوخ کی تعداد دو سو سے زیادہ ہے) مختلف کتابوں کا مطالعہ اور ان کے مشکل مقامات کا حل اس پر مستزاد ہے۔ شیخ الاسلام نے فن حدیث کی طرف خاص توجہ کی۔ بے شمار کتابوں اور اجزا حدیث کا سماع کیا۔ بہت سی کتابوں کا بذات خود مطالعہ کیا۔ اور بہت سے اجزاء اور سنن ابی داؤد کو اپنے ہاتھ سے نقل کیا۔ فہم وذکاء اور تمام علوم کے استیعاب میں اپنے ہمعصر علماء سے ممتاز ہوگئے ابھی بیس سال سے کم ہی عمر تھی کہ فتویٰ اور تدریس کے اہل ہوگئے بلکہ بیس سال سے پہلے آپ نے فتویٰ دیا بھی۔

کثرت تحریر، سرعت حفظ، قوت فہم وادراک اور عدم نسیان کے لئے آپ پر اللہ کا فضل خاص تھا۔ حتی کہ بہت سے علماء کا قول ہے کہ: إنه لم يكن يحفظ شيئاً فينساه، کوئی چیز حفظ کرنے کے بعد وہ بھولتے نہیں تھے حصول علم، سماع اور تالیف وتصنیف اور تحریر فتاویٰ کے ذریعہ افادہ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ آپ کا آخری سماع حدیث ۶۹۹ھ میں ہوا۔

شیخ الاسلام کتب حدیث کے بڑے حصہ کے حافظ تھے۔ اس سلسلہ میں فن حدیث کے ماہرین کی شہادتوں کا ذکر بعد میں آرہا ہے۔ اس بارہ میں الجمع بین الصحیحین للحمیدی، پہلی کتاب ہے جسے آپ نے حفظ کیا تھا[1]

موصوف کے والد محترم کی وفات ۳۰ ذی الحجہ ۶۸۲ھ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر اکیس سال تھی۔ والد کے بعد دار الحدیث السکریہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور یکم محرم الحرام ۶۸۳ھ میں تدریس کی ابتداء کی۔ آپ کی مجلس درس میں اس دور کے ائمہ کبار نہایت کثرت سے حاضر ہوئے جنھوں نے آپ کی غایت درجہ تعریف کی ہے، موصوف نے اپنا درس "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے بارے میں دیا جسے شیخ تاج الدین الفزاری نے قلمبند کیا ہے۔

امام ذہبی نے فرمایا: شیخ تاج الدین الفزاری شیخ الاسلام کی عظمت شان کا غایت درجہ اظہار کیا کرتے تھے۔ دار الحدیث السکریہ میں ان کے درس کو انھوں نے اپنے ہاتھ سے قلمبند کیا ہے۔ ابن ناصر الدین دمشقی کہتے ہیں: یہ درس شیخ تقی الدین کے والد کی موت کے بعد بروز دوشنبہ ۲ محرم ۶۸۳ھ

---

[1] الاعلام العلیہ (۲۲)

AsliAhleSunnet.com

دار الحدیث السکریہ میں ہوا جو دمشق کے اندر قصاعین میں واقع تھا۔ یہاں شیخ تقی الدین اور ان کے والد اس سے پہلے سکونت رکھتے تھے۔

اس درس میں قاضی القضاۃ بہاء الدین یوسف بن قاضی محی الدین ابو الفضل یحیی بن الزکی۔ شیخ زین الدین ابوحفص عمر بن مکی عبد الصمد بن المرحل وکیل بیت المال صدر الدین ابن الوکیل کے والد اور شیخ الحنابلہ علامہ زین الدین ابو البرکات ابن المنجا تنوخی اور دوسری بڑی شخصیات حاضر ہوئی تھیں۔

یہ درس نہایت جامع تھا۔ اسے شیخ تاج الدین الفزاری نے کثرت فوائد کی بنا پر قلمبند کر لیا۔ جیسا کہ امام ذہبی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ حاضرین مجلس نے انتہائی تعریف کی ہے۔ اس وقت شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی عمر اکیس سال تھی۔[1]

پھر جامع اموی میں اپنے والد کی جگہ بیٹھے اور سالہا سال اپنے حافظہ کی بنیاد پر قرآن کریم کی تفسیر جاری رکھی۔ اسی جگہ پر ۶۹۰ھ میں بروز جمعہ چند صفات باری تعالیٰ کا ذکر کیا تو بعض مخالفین کھڑے ہو گئے اور آپ کو بیٹھنے سے روکنا چاہا لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔

۶۹۲ھ میں فریضۂ حج ادا کیا اور ۶۹۴ھ میں علامہ شرف الدین ابو العباس احمد بن احمد بن نعمۃ نے شیخ الاسلام کو افتار کی اجازت دی اور اس پر فخر و مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کرتے تھے۔ ابن تیمیہ کو افتار کی اجازت میں نے دی ہے۔

اسی سال عساف نصرانی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے تو اس واقعہ کے نتیجہ میں شیخ الاسلام نے اپنی عظیم کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" تصنیف فرمائی جو اپنے موضوع پر اسلام کی تاریخ میں ایک بےمثال کتاب ہے۔

شعبان ۶۹۵ھ میں شیخ الاسلام نے "مدرسہ حنبلیہ" میں شیخ زین الدین ابن المنجا (م ۶۹۵ھ) کی جگہ پر درس دیا۔

اسی سال آپ نے "العقیدۃ الواسطیۃ" تالیف فرمائی۔ ۷ شوال ۶۹۷ھ میں شیخ الاسلام نے جہاد کی موضوع پر درس دیا جو نہایت جامع تھا۔ اس میں آپ نے مجاہدین کے اجر عظیم کا ذکر بڑی اہمیت کیساتھ کیا تھا۔

---

[1] الرد الوافر (۱۴۶) ابن کثیر نے بھی البدایہ والنہایۃ (۱۳/۳۰۳) میں اس کا ذکر کیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

۶۹۸ھ میں شیخ الاسلام نے اپنی گراں قدر کتاب ,, الفتوی الحمویہ ،، تالیف فرمائی یہ اہل حماۃ کے ایک استفسار کے جواب میں تحریر کی گئی۔

اس فتوی کے سبب سے شیخ الاسلام کے سامنے فقہار کی ایک جماعت کی طرف سے کچھ مشکلات کھڑی کیئں ان لوگوں نے چاہا کہ شیخ الاسلام کو قاضی جلال الدین حنفی کی مجلس میں حاضر کیا جائے۔ لیکن شیخ الاسلام تشریف نہیں لے گئے۔ امیر سیف الدین جاغان نے اس مسئلہ میں آپ کی مدد کی آخر کار تمام ہنگامہ پرور لوگ خاموش ہوگئے۔ پھر جمعہ کے روز ان لوگوں نے عقیدہ حمویہ کے سلسلہ میں مناقشہ کیا تو شیخ الاسلام نے اپنے مضبوط دلائل سے انھیں خاموش کر دیا۔ راہ حق میں یہ پہلی آزمائش تھی اور پھر اس کے بعد مشکلات کا سلسلہ شروع ہوگیا جو آخر تک ختم نہیں ہوا یہاں تک کہ آپ کی عمر ختم ہوگئی۔ اس واقعہ کے بعد شیخ الاسلام کے اندر اصول و فروع میں مذہب سلف کی تشریح اور فلاسفہ جہمیہ اور تمام اہل بدعت کے رد کیلئے ایک عجیب وغریب جوش پیدا ہوا۔ جس کے اوصاف اور خوبیوں کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ تمام اقسام علوم میں ہم عصر علمار کے ساتھ نہایت عجیب مناظرات اور دقیق مباحثے کئے کہ ان کے بیان سے عبارت قاصر ہے۔

ربیع الآخر ۶۹۹ھ میں شیخ الاسلام سرکردہ شخصیات کے ساتھ تاتاریوں کے سلطان قازان کے پاس گئے جس نے سلمیۃ کے قریب وادی خزندار کے بعد دمشق پر چڑھائی کا عزم کر رکھا تھا۔ شیخ الاسلام نے اس سے نہایت پر زور اور سخت گفتگو فرمائی۔ یہ گفتگو عظیم مصالح سے لبریز تھی اور جس کے فوائد مسلمانوں کو حاصل ہوئے۔

پھر شیخ الاسلام بروز پنجشنبہ بتاریخ ۲۰ ربیع الآخر تاتاری سلطان کے پاس تشریف لے گئے لیکن اس سے گفتگو کا اتفاق نہیں ہوسکا۔

رجب میں بولائی کے خیمہ گاہوں میں تشریف لے گئے اور قبجق کے ساتھ مسلمان قیدیوں کی رہائی کے مسئلہ پر گفتگو کی اور بہت سے اسیروں کو رہا کرادیا۔ ۷ ار رجب جمعہ کو دمشق میں دوبارہ حاکم مصر کے نام پر خطبہ دیا گیا جبکہ دمشق اور دیگر بلاد شام میں قازان کے نام کا خطبہ دیا جانے لگا تھا۔

پھر شیخ الاسلام اور آپ کے ساتھیوں نے شراب خانوں کی جانب اپنی مجاہدانہ کارروائیوں کا رخ موڑا۔ شراب خانوں کے ظروف توڑ ڈالے اور شرابوں کو بہادیا۔ فواحش کے اڈے ان شراب خانوں کے

AsliAhleSunnet.com

چلانے والوں کی ایک جماعت کو سزا دی۔ اس کارروائی سے لوگوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

اسی سال ۲۰ شوال کو نائب سلطنت جمال الدین آقوشی الافرم نے دمشق کے لشکر کے ساتھ جرد اور کسروان کے پہاڑوں کا رخ کیا، شیخ الاسلام اس علاقہ کے باشندوں سے جہاد کے لئے نکلے آپ کے ساتھ سلمانوں کی ایک بڑی تعداد تھی یہاں کے باشندے نیتوں کے فساد عقائد کے بگاڑ اور کفر و ضلالت کے لئے معروف تھے۔ تاتاریوں نے جب عساکر اسلام کو شکست دی توان لوگوں نے عساکر پر حملہ کر دیا۔ انھیں لوٹا اور گھوڑے چھین لئے اور بہتوں کو قتل کر دیا۔

شیخ الاسلام جب اپنے لشکر کے ساتھ اس خطہ میں پہونچے توان کے سردار شیخ کے پاس آئے آپ نے ان سے توبہ لی اور انھیں راہ راست کی تعلیم دی، لشکر کا بہت سا مال انھوں نے واپس کرنے کا اقرار کیا شیخ نے ان کے اوپر بہت سا تاوان واجب قرار دیا جسے بیت المال میں داخل کرنا ان کے لئے ضروری تھا۔

سنہ ہ میں کثرت سے خبریں پھیلنے لگیں کہ تاتاری بلاد شام پر چڑھائی کرنے والے ہیں جس سے اہل شام خوفزدہ ہو کر بھاگنے لگے۔ شیخ الاسلام نے ۲ صفر کو مسجد جامع میں اپنی مجلس کے اندر لوگوں کو جہاد پر ابھارا اور تاتاریوں سے جہاد کو واجب قرار دیا، اس سلسلہ میں وہ برابر مجلس منعقد کرتے رہے۔ بلاد شام میں منادی کرادی گئی کہ کوئی شخص بغیر تحریری اجازت کے سفر نہ کرے اس سے لوگ سفر کرنے سے باز آگئے۔

جمادی الاولیٰ کی ابتداء میں شیخ الاسلام جرج میں نائب شام سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور لوگوں کو ثبات قدمی کی تلقین کی اور دشمن کے مقابلہ میں ان کی فتح و نصرت کا پیغام سنایا۔ پھر مصر تشریف لے گئے اور انھیں اس بات پر ابھارا کہ اگر اہل شام کو ضرورت پڑے تو اس کے لئے اپنے لشکر تیار رکھیں۔ اہل مصر سے شیخ نے فرمایا تھا اگر آپ لوگوں نے شام اور اس کے تحفظ سے اعراض کیا تو ہم اس کے لئے ایک سلطان کی تقرری کریں گے جو اس کی حفاظت کرے اور امن کے زمانہ میں اس کے رفاہ کے کام کرے۔

چنانچہ مصری لشکر کے شام پہونچنے پر لوگ حد سے زیادہ خوش ہوئے۔ شیخ الاسلام مصری سلطان، وزراء اور اعیان سلطنت سے مل کر دمشق واپس آگئے۔

شوال سنہ ۷۰۱ھ میں یہود خیبر کے متعلق ایک مجلس منعقد ہوئی اور ان کے اوپر دیگر یہود کی طرح جزیہ لازم قرار دیا گیا۔ اس پر ان لوگوں نے ایک تحریر پیش کی جس کے متعلق وہ اس دعویٰ کا اظہار کر رہے تھے کہ

AsliAhleSunnet.com

یہ تحریر پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے جس میں یہود خیبر سے جزیہ نہ لینے کی بات لکھی ہوئی ہے۔ فقہاء جب اس سے واقف ہوئے تو ان پر واضح ہوگیا کہ یہ تحریر جھوٹی اور گھڑی ہوئی ہے۔ شیخ الاسلام نے یہود خیبر سے اس تحریر کے متعلق گفتگو فرمائی ان کی غلطی کو آشکارا کیا۔ اور ثابت کیا کہ یہ گھڑی ہوئی تحریر ہے۔ تب انھیں جزیہ کی ادائیگی تسلیم کرنی پڑی۔

اسی مہینہ میں حاسدوں کی ایک جماعت نے شیخ الاسلام کے خلاف ایک فتنہ انگیزی کی اور شکایت کی کہ یہ حدود و تعزیرات قائم کرتے ہیں اور بچوں کے سر منڈواتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے اس طرح کے لوگوں کے متعلق بھی واضح باتیں بیان فرمائیں اور ان کی غلطیوں کو واضح کیا، پھر یہ فتنہ فرو ہوا۔

موت العالِم موت العالَم

یہ خبر بڑے رنج والم کے ساتھ سنی جائیگی کہ یکم اپریل ۱۹۸۹ء مطابق ۲۳ شعبان ۱۴۰۹ھ بروز ہفتہ صبح پونے دس بجے حضرت العلام مولانا عبدالواجد صاحب عمری کا اپنے وطن پرنام بٹ میں حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ نے اٹھاون سال تک جامعہ دارالسلام عمرآباد میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیں، اس مدت میں عرصۂ دراز تک جامعہ کے ناظم اعلیٰ کے فرائض بھی بحسن وخوبی انجام دیئے چالیس سال تک بخاری شریف کا درس دیا اور تقریباً اٹھاون سال تک پرنام بٹ کی اہلحدیث مسجد میں رمضان شریف میں تراویح کی نمازمیں قرآن مجید سنایا اور اسی مسجد میں خطیب اور جہری نمازوں کے امام بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ ناظرین سے نماز جنازہ غائبانہ اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

غمزدہ (مولانا) ظہیرالدین اثری رحمانی

AsliAhleSunnet.com

حضرت رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام اوقات

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

وہ مقدس وجود جو بندۂ مسکین بنکر آیا اور بندہ بنکر رہا اور بندگی کی حالت میں گذر گیا۔ وہ جس کو اس غرض کے واسطے دنیا میں بھیجا گیا کہ زندگی کے راز لوگوں پر ظاہر کرے۔ وہ پاک وجود جس نے زندگی کے ہر لمحہ میں عبدیت اور معبودیت کے تعلق کو بتلایا، وہ جس نے کامل مصروفیت کے ساتھ حق وصداقت کی تبلیغ کی، وہ جس نے گم گشتگانِ راہِ ضلالت کو صراط مستقیم پر قائم کیا، وہ جس نے باطل کی تاریکیوں کو مٹاکر مشرق ومغرب کو نورِ حقانیت سے منور کیا، وہ جس نے اپنے اخلاق واعمال کی پاکیزگی سے سرکشوں کو جھکایا، وہ جس نے اپنے اسوۂ حسنہ کو بینش کرکے ہر ایک کی چشم بصیرت کے آگے نقشہ ظاہر کیا۔

آؤ اس وجود مبارک کے نظام اوقات پر ایک نظر ڈالیں اور اس کے اسوۂ حسنہ پر عامل ہوکر "فی رسول اللہ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ" کی منزل پر پہونچیں۔ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پروگرام کا آغاز خدا کی عبادتوں کے اوقات سے ہوتا ہے جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

فجر سے اشراق تک فجر کی نماز سے فارغ ہوکر اشراق کی نماز تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عبادت خانہ میں ذکر و فکر میں مصروف رہتے تھے۔

اشراق سے چاشت تک اشراق کی نماز سے فارغ ہوکر چاشت کے وقت تک خلق اللہ کی ہمدردی و خدمت میں مصروف رہتے اور اس کو بھی خدا کی عبادت سمجھتے، جیسے مریضوں کی عیادت اور غریب لوگوں کی خدمت، اسلام کی اشاعت، مسترشدین وطالبین کو ہدایت وفتوی پوچھنے والوں کو فتوی کا جواب دیتے۔ باہمی نزاعات کو دور فرماتے۔ معاملات کو فیصل فرماتے، پھر چاشت کی نماز ادا فرماتے۔

چاشت سے زوال تک چاشت کی نماز سے فارغ ہوکر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ اہل وعیال کی خاطرداری اور تسلی فرماتے۔ اور اس میں بھی رضائے الٰہی کو ملحوظ رکھتے۔ پھر کھانا تناول فرماتے اور کچھ دیر کے لئے استراحت فرماتے۔

AsliAhleSunnet.com

جب آفتاب ڈھلتا تو آپ اٹھتے اور حوائج ضروری سے فارغ ہوکر غسل یا وضو فرماتے۔ اس کے بعد چار رکعت نماز زوال ایک سلام سے ادا فرماتے۔

ظہر سے عصر تک جب ظہر کی اذان ہوتی تو آپ مکان سے باہر تشریف لاتے اور ظہر کی نماز مسجد میں پڑھتے، پھر عصر کے وقت تک تعلیم وہدایت، تبلیغ واشاعت اور پند ونصیحت میں مصروف رہتے۔

عصر سے مغرب تک: عصر کی نماز پڑھکر آپ اذکار اور اشغال میں مصروف ہوجاتے، اور تسبیح وتحمید کرتے رہتے، اگر کوئی اہم مسئلہ پیش ہوتا تو کلام فرماتے۔

مغرب سے عشاء تک مغرب کی نماز پڑھکر گھر تشریف لے جاتے، اہل وعیال کیساتھ موانست ومحبت کرتے مہمانوں اور مسافروں کی خاطر تواضع فرماتے، جانوروں کے دانے اور چارپائے کی خبر لیتے، بے زبانوں کی بھوک پیاس کا انتظام فرماتے، اگر گھر میں کچھ مال موجود ہوتا تو مستحقین اور مساکین کو تقسیم فرماتے اس کے بعد استنجا وغیرہ سے فارغ ہوکر وضو کرکے مسجد میں تشریف لے جاتے۔

عشاء سے فجر تک: عشاء کی نماز پڑھکر حضور اقدس گھر چار رکعت نماز پڑھتے، پھر کچھ دیر تکبیر وتحمید الٰہی بجالاتے۔ قرآن مجید کی سورہائے زمر، اسراء، حدید، حشر، صف، تغابن، جمعہ، اخلاص، فاتحہ، معوذتین وغیرہ میں سے کوئی سورت تلاوت فرماتے، اس کے بعد استراحت فرماتے لیکن زیادہ غفلت نہ ہوتی تھی، حضور کا قلب ہر لمحہ ذکر الٰہی کرتا رہتا تھا، پچھلی رات کو آپ ضرور بیدار ہوجاتے اور وضو کرکے تہجد میں مشغول ہوجاتے کبھی نو رکعت، کبھی گیارہ رکعت، کبھی تیرہ رکعت پڑھتے۔

کبھی کبھی اسقدر استغراق ہوجاتا کہ قیام کی وجہ سے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا، رکوع میں بہت دیر ہوجاتی، کبھی سجدے میں بہت دیر تک پڑے رہتے۔

اس نظام کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چوبیس گھنٹے بسر ہوتے تھے، رات کے شروع حصہ میں سونا اور پچھلے حصہ میں بیدار ہونا خاص الخاص اصول تھا۔

حلقہ بگوشاں کو کافی وقت میسر ہے اور اطمینان حاصل ہے اگر وہ اس نظام نامۂ رسالت کا کماحقہ اتباع کریں تو درحقیقت ان کی خوش قسمتی قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مومن کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

واللہ الہادی۔ حررہ نور محمد میانوی جہلمی (ہفتہ روزہ اہلحدیث، امرتسر ۲۱ مارچ ۱۹۳۰ء)

کتابت۔ انتری بھدوہی

AsliAhleSunnet.com

MAY 1989 Vol. VII - No. V

MOHADDIS

THE ISLAMIC CULTURAL & LITERARY MONTHLY MAGAZINE

مطبوعات جامعہ سلفیہ

مسائل قربانی

مع

توضیحات عینی

تالیف

مولانا حافظ شیخ عین الباری عالیاوی

استاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ

قیمت Rs. 10 / ۰۰

مکتبہ سلفیہ ، ریوڑی تالاب ، وارانسی

Published by: Abdul Auwal Ansari, on behalf of Darut-Taleef Wat-Tarjama and Printed at Salafia Press, B. 18/1 G. Reori Talab, Varanasi and Published at B. 18/1 G. Reori Talab, Varanasi. Editted by : A.W.H.

AsliAhleSunnet.com